وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض
تحریکِ خدام اہلِ سنت کا ترجمان
مدد اللہ
نظامِ خلافتِ راشدہ کا داعی
ماہنامہ
حق چار یار
رضی اللہ عنہم
لاہور
زیرِ نگرانی
قائد اہلِ سنت، وکیلِ صحابہ، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم
بانی و امیرِ تحریکِ خدام اہلِ سنت پاکستان
اپریل ۱۹۹۵ء

اللہ جل جلالہ ربنا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبینا
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
جلد: ۸
اپریل ۱۹۹۵ء
شمارہ: ۴
ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ
تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا ترجمان
نظام خلافت راشدہ کا داعی
ماہنامہ حق چاریار رضی اللہ عنہم لاہور
مدیر مسئول
حکیم حافظ محمد طیب
لاہور
فون: ۷۵۷۵۹۸۵
ماہنامہ حق چاریارؓ
اکاؤنٹ نمبر: ۱۱۷۲
برانچ: نیشنل بینک
رحمان پورہ - لاہور
پوسٹ کوڈ ۵۴۶۰۰
سرپرستی
اہل سنت مظہر شریعت و طریقت حضرت
قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ
تحریک خدام اہل سنت پاکستان
چکوال - فون: ۲۲۳۴
اندرون ملک
فی پرچہ ۹ روپے سالانہ ۹۰ روپے
بیرون ملک
سالانہ ۵۰۰ روپے پاکستانی
اگر آپ کو رسالہ کے متعلق شکایت ہو تو براہ راست
دفتر ماہنامہ حق چاریارؓ متصل جامع مسجد برکت علی مدینہ بازار
ذیلدار روڈ۔ اچھرہ۔ لاہور سے رجوع کریں: (ادارہ)
حکیم حافظ محمد طیب نے مطبع افضل شریف پرنٹرز اردو بازار لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ حق چاریارؓ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اھدنا الصراط المستقیم

رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

قسط نمبر۔۲۹

سابقہ قسط میں جماعت اسلامی پاکستان کے موجودہ امیر قاضی حسین احمد صاحب کے نظریات اور سابقہ الیکشن میں ان کی خلاف شریعت حرکات کے متعلق کچھ عرض کیا گیا تھا اور قرآن کے موعودہ خلیفہ راشد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے حالات و فتوحات کے سلسلے میں مودودی نظریات پر اس لیے تنقید کی گئی تھی کہ جماعت اسلامی کے بانی اور امیر اول ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اپنی کتاب خلافت و ملوکیت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ کو اپنی تنقید کا نشانہ بنا کر آپ کی شخصیت اور خلافت راشدہ کو مجروح کیا ہے جس کی وجہ سے کتنے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے دلوں میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی کماحقہ عظمت باقی نہیں رہی جو قرآن کی موعودہ خلافت راشدہ کی حقیقت سے ناواقف تھے اور سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مودودی صاحب کے نزدیک انبیائے سابقین علیھم السلام ہوں یا خلفاء راشدین اور صحابہ کرام ہوں یا امہات المومنین۔ وہ ہر ایک پر تنقید کا حق سمجھتے ہیں اور اس اصول کو انہوں نے جماعت اسلامی کے عقائد میں شامل کیا ہے۔ چنانچہ دستور جماعت اسلامی میں کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے دوسرے جزو محمد رسول اللہ کی تشریح کے سلسلہ میں آخر میں یہ لکھا گیا ہے:

"رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ ہر ایک کو خدا کے بتائے ہوئے اسی معیار کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو، اس کو اسی درجہ میں رکھے"۔

(دستور جماعت اسلامی)

اور پھر انہوں نے اپنی تصانیف میں انبیائے سابقین علیہم السلام پر تنقید کر بھی دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے خود غلطیاں کرائی ہیں:

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

"لیکن ان حضرات نے شاید اس امر پر غور نہیں کیا کہ عصمت دراصل انبیاء کے لوازم ذات سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو منصب نبوت کی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا کرنے کے لیے مصلحتاً خطاؤں اور لغزشوں سے محفوظ فرمایا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت تھوڑی دیر کے لیے بھی ان سے منفک ہو جائے تو جس طرح عام انسانوں سے بھول چوک اور غلطی ہوتی ہے، اسی طرح انبیاء سے ہو سکتی ہے اور یہ ایک لطیف نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالارادہ ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں ہو جانے دی ہیں تاکہ لوگ انبیاء کو خدا نہ سمجھیں اور جان لیں کہ یہ بھی بشر ہیں"۔
("تفہیمات" جلد دوم، طبع دوم، ص ۴۳)

میں نے اپنی کتاب "مودودی مذہب" میں مودودی صاحب کے مذکورہ عقیدہ کے جواب میں جو کچھ لکھا ہے، درج ذیل ہے:

"یہاں مودودی صاحب نے حسب ذیل امور کی تصریح کر دی ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے بعض دفعہ اپنی حفاظت (عصمت) اٹھالی ہے۔

۲۔ عام انسانوں کی طرح انبیاء سے غلطیاں ہوتی ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادے سے کسی نہ کسی وقت ہر نبی سے اپنی حفاظت اٹھا کر ان سے غلطیاں کرائی ہیں۔

۴۔ یہ غلطیاں انبیاء سے اس لیے کرائی گئی ہیں تاکہ لوگ ان کو خدا نہ سمجھیں"۔

مودودی صاحب نے ان باتوں کو انبیاء کی طرف منسوب کر کے ان کی بھی توہین کی ہے اور نعوذباللہ اللہ تعالیٰ کی بھی۔

کیونکہ انبیائے کرام سے اگر کوئی لغزش ہوتی ہے تو وہ محض بھول چوک اور خطائے اجتہادی ہوتی ہے (جس کو ترک اولیٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے) جو عصمت کے خلاف نہیں ہوتی۔ اس وقت بھی انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ انبیاء کی لغزشوں کو اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگا کر مودودی صاحب نے خالق کائنات کو بھی نعوذ باللہ ہدف تنقید بنا دیا اور

مودودی صاحب نے انبیاء سے غلطیاں کرانے کی جو یہ حکمت بیان کی ہے کہ لوگ ان کو خدا نہ سمجھیں، تو یہ کتنی بڑی کم فہمی کی بات ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام کو خدا نہ سمجھنے کے لیے تو ان کا پیدا ہونا، کھانا، پینا اور اولاد رکھنا بھی کافی دلیل ہے۔ اس کے لیے کیا ضروری ہے کہ نعوذباللہ ان سے غلطیاں کرائی جائیں"۔

انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے سزائیں بھی دی ہیں:

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

"چہارم یہ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقبول بارگاہ ہونے کے باوجود اس کی طرف سے بڑی بڑی حیرت انگیز طاقتیں پانے کے باوجود تھے تو بندے اور بشر ہی۔ الوہیت ان سے کسی کو حاصل نہ تھی۔ رائے اور فیصلے میں بھی غلطی کرتے تھے۔ بیمار بھی ہوتے تھے، آزمائشوں میں بھی ڈالے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ قصور بھی ان سے ہو جاتے تھے اور انہیں سزا تک دی جاتی تھی"۔ ("ترجمان القرآن" ص ۱۵۸، مئی ۱۹۵۵ء)

ان کے اس نظریہ کی تردید کرتے ہوئے میں نے "مودودی مذہب" میں لکھا ہے:

"بے شک انبیاء علیہم السلام سب اللہ کے بندے اور انسان (بشر) ہیں لیکن وہ باوجود اس کے معصوم (گناہوں سے پاک) بھی ہیں۔ ان سے جو بھول چوک اور غلطی ہوتی ہے، وہ حقیقتاً گناہ اور جرم کے درجہ پر نہیں ہوتی۔ لہٰذا مودودی صاحب کا یہ لکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کو سزا تک دی جاتی تھی، بہت بڑی گستاخی ہے۔ کیونکہ رائے اور فیصلے کی غلطی قابل تنبیہ تو ہوتی ہے، قابل سزا نہیں ہوتی۔ انبیاء علیہم السلام پر جو مصیبتیں نازل ہوتی ہیں، وہ جرم کی بنا پر نہیں بلکہ ان کی عظمت شان کے پیش نظر ان کے درجات اور زیادہ بلند کرنے کے لیے ہیں۔ کیا مودودی صاحب بتا سکتے ہیں کہ امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رائے کی غلطی پر کیا سزا ملی۔ (العیاذ باللہ)

حضرت نوح علیہ السلام میں جاہلیت کا جذبہ تھا:

سورۂ ہود کی آیت انی اعظک ان تکون من الجاهلین کے تحت مودودی صاحب حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں لکھتے ہیں:

"بسا اوقات کسی نازک نفسیاتی موقع پر بھی نبی جیسا اعلیٰ و اشرف انسان اپنی بشری

کمزوریوں سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ حضرت نوح کی اخلاقی رفعت کا اس سے بڑا ثبوت
اور کیا ہو سکتا ہے کہ ابھی جان جوان بیٹا آنکھوں کے سامنے غرق ہوا اور اس نظارہ سے
کلیجہ منہ کو آرہا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے انہیں متنبہ فرمایا ہے کہ جس بیٹے نے حق کو
چھوڑ کر باطل کا ساتھ دیا' اس کو محض اس لیے اپنا سمجھنا کہ وہ تمہاری صلب سے پیدا ہوا
ہے' محض ایک جاہلیت کا جذبہ ہے تو وہ فوراً اپنے دل کے زخم سے بے پرواہ ہو کر اس طرز
فکر کی طرف پلٹ آتے ہیں جو اسلام کا مقتضی ہے"۔ (تفسیر "تفہیم القرآن" سورۂ ہود،
جلد ۲)

ان کے اس نظریہ کی تردید میں بندہ نے "مودودی مذہب" میں یہ لکھا ہے:

یہاں مودودی صاحب نے تصریح کردی کہ:

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام بشری کمزوری سے مغلوب ہو گئے تھے۔

۲۔ حضرت نوح نے جاہلیت کے جذبہ کے تحت اپنے بیٹے کے لیے دعا کی تھی۔

حالانکہ حضرت نوح علیہ السلام نہ بشری کمزوری سے مغلوب ہوئے اور نہ ہی آپ کی
دعا جاہلیت کے جذبہ پر مبنی تھی۔ مودودی صاحب بلا دلیل حضرت نوح علیہ السلام کی
عصمت کو مجروح کررہے ہیں۔ جاہلیت کا جذبہ اس کو کہتے ہیں جو خلاف اسلام ہو"۔

چنانچہ مودودی صاحب کی کتاب تجدید و احیائے دین اور ان جماعت اسلامی کے
دستور میں اس کی تصریح پائی جاتی ہے اور کوئی نبی بھی کوئی کام خلاف اسلام جذبہ کے تحت
نہیں کرتا۔ وہ جو کچھ کرتے ہیں' رضائے الٰہی کے تحت کرتے ہیں۔

اور اگر مودودی صاحب نے جاہلیت کے جذبہ آیت کے ان الفاظ ان یکون من
الجاھلین سے یہ سمجھا ہے تو یہ ان کی جہالت ہے۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ
ناواقف لوگوں میں سے نہ ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح سے یہ وعدہ
فرمایا تھا کہ آپ کے گھر والوں کو عذاب سے بچاؤں گا اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ
گھر والے تھے' جو ایمان لا چکے ہیں۔ لیکن حضرت نوح نے اپنے کافر بیٹے سمیت سب کو اہل
میں شامل سمجھ لیا۔ اسی لیے دعا میں الفاظ عرض کیے:

"رب ان النبی من اھلی و ان وعدک الحق و انت احکم
الحاکمین"

"اے میرے پروردگار! بے شک میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور بے شک

تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے"۔

اس آیت سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے لیے مغفرت کی دعا اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے الفاظ کی بنا پر کی تھی لیکن اس کے خلاف مودودی صاحب ایک معصوم پیغمبر علیہ السلام کی نیت پر حملہ کرکے یہ بہتان تراشی کر رہے ہیں کہ آپ نے یہ دعا جاہلیت کے جذبہ کے تحت کی تھی۔ (العیاذ باللہ)

بے ادب محروم گشت از فضل رب

(ملاحظہ ہو مودودی مذہب)

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا:

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

"نبی ہونے سے پہلے تو کسی نبی کو وہ عصمت حاصل نہیں ہوتی جو نبی ہونے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ نبی ہونے سے پہلے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا کہ انہوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا۔ چنانچہ جب فرعون نے ان کو اس فعل پر ملامت کی تو انہوں نے بھرے دربار میں اس بات کا اقرار کیا کہ فعلتھا اذا و انا من الضالین (الشعراء، ۲۴) "یعنی یہ فعل مجھ سے اس وقت سرزد ہوا جب راہ ہدایت مجھ پر نہ کھلی تھی"۔ ("رسائل و مسائل" ج ۱، ص ۳۱، طبع دوم ۱۹۵۴ء) ("ترجمان القرآن" مئی، جون تا اکتوبر ۱۹۴۴ء)

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ ایک بہت بڑا بہتان ہے کہ ان سے بہت بڑا گناہ ہوا تھا۔ اگر بہت بڑا گناہ انبیاء سے ہو جائے تو وہ معصوم کیسے مانے جا سکتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ فرعون کی قوم کا ایک آدمی ایک اسرائیلی کو مار رہا تھا۔ مظلوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی۔ آپ نے اس فرعونی کو صرف ایک مکہ مارا اور اس کی وہیں جان نکل گئی۔ ظاہر ہے کہ آپ کا ارادہ قتل کرنے کا نہیں تھا۔ آپ نے تو چھڑانے کے لیے صرف ایک مکہ مارا تھا اور کسی مظلوم کی حمایت میں ایک ظالم کافر کو مکہ مارنا کسی قانون میں سرے سے گناہ ہی نہیں۔ اس کام کو بہت بڑا گناہ کہنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصمت پر بہت بڑا حملہ ہے۔ آیت میں و انا من الضالین کے الفاظ سے بہت بڑا گناہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے جب کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق بھی ضال کا لفظ

قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔ و وجدک ضالا فھدی تو کیا مودودی صاحب امام الانبیاء کو بھی اسی لفظ کی وجہ سے نعوذ باللہ بڑا گناہ گار کہہ دیں گے۔

بھول چوک پر بھی عربی زبان میں ضلالت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ (مودودی مذہب ص ۲۳)

حضرت شاہ رفیع الدین صاحب مفسر دہلوی نے اس آیت کا ترجمہ جو لکھا ہے:

"اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھلائی"

اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے یہ ترجمہ لکھا ہے:

"اور اللہ نے آپ کو شریعت سے بے خبر پایا سو آپ کو شریعت کا راستہ بتلادیا"۔

اس آیت کے تحت حضرت تھانوی لکھتے ہیں:

"اور وحی سے پہلے شریعت کی تفصیل معلوم نہ ہونا کوئی منقصت نہیں"۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"جب حضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) جوان ہوئے قوم کے مشرکانہ اتوار اور بے ہودہ رسم و راہ سے سخت بیزار تھے اور قلب میں خدائے واحد کی عبادت کا جذبہ پورے زور کے ساتھ موجزن تھا۔ عشق الٰہی کی آگ سینہ مبارک میں بڑی تیزی سے بھڑک رہی تھی۔ وصول الی اللہ اور ہدایت خلق کا اس اکمل ترین استعداد کا چشمہ جو تمام عالم سے بڑھ کر نفس قدسی میں ودیعت کیا گیا تھا' اندر ہی اندر جوش مارتا تھا لیکن کوئی صاف کھلا ہوا راستہ اور مضمارات اور مفصل دستور العمل بظاہر دکھلائی نہ دیتا تھا جس سے عرش و کرسی سے زیادہ وسیع قلب کو تکلیف ہوتی۔ اسی جوش طلب اور فرط محبت میں آپ بے قرار اور سرگرداں پھرتے اور غاروں اور پہاڑوں میں جا کر مالک کو یاد کرتے اور محبوب حقیقی کو پکارتے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے غار حرا میں فرشتہ کو وحی دے کر بھیجا اور وصول الی اللہ اور اصلاح خلق کی تفصیلی راہیں آپ پر کھول دیں۔ یعنی دین حق نازل فرمایا"۔

لفظ ضال کی حقیقت کیا تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لفظ ضالین سے مودودی صاحب نے کیا الٹا سمجھا۔ یہ ہے مودودی صاحب کی قرآن دانی۔ لیکن اس کے باوجود قرآنی حقائق سے ناواقف لوگ مودودی صاحب کو ایک مفکر اور مفسر قرآن سمجھتے ہیں۔ یہاں یہ ملحوظ رہے کہ اکابر دیوبند تک کا عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام نبوت سے پہلے بھی اور

...ت کے بعد بھی صغیرہ اور کبیرہ ہر قسم کے گناہوں سے پاک (معصوم) ہوتے ہیں جیسا کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنے ایک مکتوب میں اس کی تصریح کردی ہے۔ (ملاحظہ ہو رسالہ "قاسم العلوم")

امام الانبیاء پر تنقید:

مودودی صاحب امام الانبیاء و المرسلین حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بھی تنقید کرنے سے باز نہیں آئے اور دجال کے بارے میں آپ کے ارشادات کو غلط قرار دیا۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

"دجال کے متعلق جتنی احادیث نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہیں' ان کے مضمون پر مجموعی نظر ڈالنے سے یہ بات صاف واضح ہو جاتی ہے کہ حضور کو اللہ کی طرف سے اس معاملہ میں جو علم ملا تھا' وہ صرف اس حد تک تھا کہ بڑا دجال ظاہر ہونے والا ہے۔ اس کی یہ اور یہ صفات ہوں گی۔ اور وہ ان خصوصیات کا حامل ہو گا لیکن یہ آپ کو نہیں بتایا گیا کہ وہ کب ظاہر ہو گا' کہاں ظاہر ہو گا اور یہ کہ آیا وہ آپ کے عہد میں پیدا ہو چکا ہے یا آپ کے بعد کسی بعید زمانہ میں پیدا ہونے والا ہے۔ ان امور کے متعلق جو مختلف باتیں حضور سے احادیث میں منقول ہیں' وہ دراصل آپ کے قیاسات ہیں جن کے بارے میں آپ خود شک میں تھے"۔

(ب) یہ تردد اول تو خود ظاہر کرتا ہے کہ یہ باتیں آپ نے علم وحی کی بنا پر نہیں فرمائی تھیں بلکہ اپنے گمان کی بنا پر فرمائی تھیں اور آپ کا گمان وہ چیز نہیں جس کے صحیح نہ ثابت ہونے سے آپ کی نبوت پر کوئی حرف آتا ہو۔

(ج) حضور کو اپنے زمانے میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ ہی کے عہد میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ حضور کا اندیشہ صحیح نہ تھا۔ ("ترجمان القرآن" فروری ۱۹۴۶ء)

نوٹ: جب اس عبارت پر علمائے کرام نے اعتراضات کیے تو اس عبارت میں ترمیم کرکے یہ الفاظ لکھے:

"لیکن کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ساڑھے تیرہ سو سال گزر چکے ہیں اور ابھی تک دجال

نہیں آیا"۔ ("ترجمان القرآن" فروری ۱۹۵۵ء)

لیکن اس ترمیم کے بعد بھی توہین نبوی علی حالہ باقی رہتی ہے۔ کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دجال کے بارے میں کوئی بات قیاس سے فرمائی ہے تو وحی خداوندی نے اس کی اصلاح بھی فرمادی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ دجال کو باب لد پر قتل کریں گے۔ (مسلم ترمذی وغیرہ)

اور اس حدیث کو خود مودودی صاحب نے رسالہ "ختم نبوت" ص ۴۶ میں لکھا ہے۔ حدیث کی اس تصریح کے بعد یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری عمر تک شک رہا کہ وہ کب ظاہر ہوگا۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ تمام اہل اسلام کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام سے اگر کوئی اجتہادی بھول چوک ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ آگاہ فرمادیتے ہیں اور امام الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کا تو مقام ہی سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ اگر نعوذ باللہ حضور کی وفات کے بعد ادنیٰ سے ادنیٰ طور پر بھی کوئی بات غلط ثابت ہو جائے تو پھر اس دین پر کلی اعتماد قائم نہیں رہ سکتا جس کی تکمیل کا اعلان حضور کی مقدس زندگی میں ہی الیوم اکملت لکم دینکم کی آیت سے ہو گیا تھا۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ دجال کے متعلق کسی خبر دینے کا معاملہ خاص دین سے تعلق رکھتا ہے۔ انبیائے کرام کوئی غیبی بات یا پیشینگوئی اپنے گمان و خیال سے نہیں کرتے۔ ایسے معاملات میں ان کے تمام ارشادات وحی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس لیے مودودی صاحب کا یہ لکھنا سراسر باطل اور آیت و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کے بالکل خلاف ہے۔ یہ مودودی صاحب کی انتہائی بد نصیبی ہے کہ انہوں نے فخر انبیاء سید الاولین و الاخرین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات پاک پر بھی اپنا تنقیدی تیر چلا دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے اندھے عقیدت مندوں کو ہدایت نصیب فرمائیں۔ (ایضاً "مودودی مذہب")

علامہ شبیر احمد عثمانی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"یعنی کوئی کام تو کیا ایک حرف بھی آپ کے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا جو خواہش نفس پر مبنی ہو۔ بلکہ آپ جو کچھ دین کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں، وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتی ہے۔ اس میں وحی متلو کو قرآن اور غیر متلو کو حدیث

کہا جاتا ہے"۔

عقیدہ عصمت الانبیاء علیہم السلام کے متعلق مودودی نظریات باطلہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں میری کتاب "علمی محاسبہ" اور رسالہ "عصمت انبیاء اور مودودی"۔

صحابہ کرام اور مودودی:

جب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے قلم نے معصوم انبیاء علیہم السلام کو معاف نہیں کیا تو ان کے لیے صحابہ کرام کی کی حیثیت باقی رہ جاتی ہے کہ وہ ان حضرات کو اپنی جارحانہ تنقید کا نشانہ نہ بنائیں۔ اس لیے "مودودی مذہب" کے علاوہ میرا رسالہ "صحابہ کرام اور مودودی" کا مطالعہ مفید ہو گا۔

حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے متعلق تو مودودی صاحب کی تنقیدی عبارتیں خلافت و ملوکیت کے حوالہ سے درج کی جا چکی ہیں۔ (ملاحظہ ہو ماہنامہ حق چاریارؓ (مارچ ۱۹۹۵ء)

یہاں صرف ایک حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں:

ان سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا اور وہ ایک دوسرے پر چوٹیں کر جاتے تھے۔ ابن عمرؓ نے سنا کہ ابوہریرہؓ وتر کو ضروری نہیں سمجھتے۔ فرمانے لگے ابوہریرہ جھوٹے ہیں۔ حضرت عائشہؓ ایک موقع پر انسؓ اور ابو سعید خدریؓ کے متعلق فرمایا "وہ حدیث رسول اللہ کو کیا جانیں۔ وہ تو اس زمانے میں بچے تھے"۔ حضرت حسنؓ بن علیؓ سے ایک مرتبہ شاہد و مشہود کے معنی پوچھے گئے۔ انہوں نے اس کی تفسیر بیان کی۔ عرض کیا گیا کہ ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ تو ایسا اور ایسا کہتے ہیں۔ فرمایا دونوں جھوٹے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر مغیرہ بن شعبہ کو جھوٹا قرار دیا۔ عبادہ بن ثابت نے ایک ایسا مسئلہ بیان کرتے ہوئے مسعود بن اوس انصاری پر جھوٹ کا الزام لگا دیا۔ حالانکہ وہ بدری صحابہ میں سے ہیں۔ ("تفہیمات" جلد اول، ص ۲۶۳)

مودودی صاب نے چن چن کر جو روایات یہاں جمع کر دی ہیں، ان کو پڑھ کر ایک ناواقف آدمی کیا صحابہ کرام کا معتقد رہ سکتا ہے۔ کیا صحابہ کرام کی سوسائٹی کا یہی نقشہ تھا جو مودودی صاحب نے کھینچا ہے۔

قرآن مجید جن کو صادقین و راشدین بتائے، جن کو اس دنیوی زندگی میں ہی جنت کی
بشارت اور رضائے الٰہی کی سند مل چکی ہے، کیا وہ ایک دوسرے کو ایسا ہی جھوٹا کہتے رہے
گے؟ (ایضاً، مودودی مذہب)

مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت:

ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کے انبیائے کرام علیہم السلام اور اصحاب رسول صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے بارے میں اس قسم کے باطل نظریات کی رد میں شیخ العرب والعجم حضرت
مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ نے ایک کتاب "مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت"
تصنیف فرمائی ہے جس میں ان دونوں مسئلوں پر بحث فرمائی ہے۔ یعنی عصمت انبیاء اور صحابہ
کرام" کا معیار حق ہونا۔ اس کتاب کا مقدمہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب
صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے مودودی صاحب کی منقولہ
عبارت کے جواب میں کہا کہ "اس مقالہ پر غور فرمائیے کہ مودودی صاحب، صحابہ کرام کے
متعلق کیا اعتقاد رکھتے ہیں اور کیا تعلیم دیتے ہیں اور تمام اہل السنت والجماعت اہل حق کیا
فرماتے ہیں۔ دونوں میں کس قدر بون بعید ہے۔

مودودی صاحب نے یہ اقوال کسی سند سے پیش نہیں کیے، نہ کسی مستند کتاب کا حوالہ
دیا ہے اور جرأت اتنی بڑی کہ خلاف قرآن و حدیث اور خلاف اجماع اہل سنت والجماعت
تمام صحابہ کو غیر معتبر، مرتکب کبائر اور مجروح قرار دے رہے ہیں اور ایسی عبارت تحریر کر
رہے ہیں کہ جس سے تمام قرن صحابہ کا عوام کی نظروں میں مخدوش اور ناقابل اطمینان ہو
جاتا ہے۔

(الف) جو اقوال ذکر کیے ہیں، ان کی کوئی سند نہیں ہے اور نہ حوالہ کتاب ہے۔

(ب) سند کا مرتبہ بھی ذکر نہیں فرمایا کہ آیا اس کی سند صحیح ہے یا حسن یا ضعیف وغیرہ
وغیرہ۔

(ج) جو واقعات ذکر کیے ہیں، وہ ہمیشگی یا کثرت کے نہیں ہیں بلکہ چند گنے چنے لوگوں
شاذ و نادر واقعات ہیں مگر مودودی فرماتے ہیں:

"بسا اوقات صحابہ کرام پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا"۔ (الخ)

اول تو ایسی بے سروپا باتیں جو کہ شاذ و نادر، اکا دکا واقع ہوئی ہیں، ذکر کرنی ہی نہیں

نصوصاً جب کہ قرآن اور حدیث اور تمام اہل السنت والجماعت کے خلاف
ہیں۔ اگر ذکر کرنا ہی تھا تو حوالہ دیتے اور ذکر کرتے ہوئے کم از کم یہ فرماتے کہ کبھی کبھی
صحابہؓ سے ایک دوسرے پر چوٹ ہو جاتی تھی۔ افسوس کہ اتنی بڑی بات بھی ذکر کی
اور پھر ایسے الفاظ سے ظاہر کی جائے، جن سے اکثریت سمجھی جائے۔ حالانکہ وہ نادر
ہیں۔ پھر ان واقعات کے معانی بھی موجودہ عرف کے مخالف ہیں۔ ان کو ظاہر نہ کیا

متقدمین کے عرف میں لفظ کذب خطا کے معنی میں مستعمل ہوتا تھا جس کو متعدد شراح
نے ذکر فرمایا ہے۔ کذب بمعنی دروغ گوئی جو کہ منافی عدالت ہے، مستعمل نہیں ہوتا

بعض مودودیان کرام نے اس عبارت (تفہیمات) کا امام ابن عبدالبر کی کتاب العلم کا
ذکر کیا ہے مگر کتاب العلم میں ان امر کی سند کوئی نہیں ہے جب کہ ابن عبدالبر رحمتہ اللہ
سے متقدم لوگوں کا قول بلا سند مقبول نہیں ہوتا تو ان کا قول کس طرح مقبول ہو سکتا
نصوصاً جب کہ ابن عبدالبرؒ اور زمانہ صحابہؓ میں کئی صدیوں کا فرق ہے اور کسی صحابی
اور تابعی سے ان کی لقاء کی نوبت نہیں آئی ہے۔ وہ ۳۶۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۶۳ھ میں
وفات پائی۔ نیز ان کی کتاب العلم اتنی مشہور و معروف نہیں ہے جتنی کہ کتاب الاستیعاب
ہم نے استیعاب سے متعدد عبارتیں نقل کر دی ہیں جو کہ سراسر اس عبارت کتاب
العلم کے خلاف ہیں۔ اس لیے یہ عبارت کتاب العلم یا تو ابن عبدالبر کی ہی نہیں ہے، بلکہ کسی
خارجی یا شیعی یا مبتدع کی داخل کی ہوئی عبارت ہے یا وہ ایسے معنی سے محمول ہے، جس سے
صحابہ کرام کی عدالت پر کوئی دھبہ نہیں پڑتا۔
بہرحال یہ اختلاف بھی اصولی ہے اور مودودی صاحب اس میں سخت غلطی میں مبتلا
ہیں۔

تنبیہ: واضح رہے کہ صحابہ کرامؓ اگرچہ معصوم نہیں ہیں مگر محفوظ ضرور ہیں۔ قرآن
شریف میں ہے:

يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت فى الحيوه
الدنيا وفى الاخره (الايه)

اور دوسری جگہ فرمایا:

ان اولیاوہ الا المتقون

"اس لیے کہ غیر انبیاء کے لیے جب کہ وہ ایمان کامل رکھتے ہوں، محفوظ من اللہ ہونا ثابت اور ضروری ہے۔ کتب تاریخ میں جو امور مخالف ان کی طرف نسبت کیے گئے ہیں، وہ کسی طرح قابل التفات نہیں ہیں۔ نہ وہ درجہ تواتر کو پہنچتے ہیں۔ ان کی سندیں قابل اعتبار نہیں بلکہ برخلاف ان کے آیات متواترہ اور احادیث شہیرہ صحیحہ ان تاریخی روایتوں کے خلاف ہیں۔ یہ روائتیں اکثر اہل الھواء شیعہ خوارج وغیرہ ملاحدہ کی بنائی ہوئی ہیں اور انہیں کی کوششوں سے کتابوں میں داخل ہوئی ہیں۔ (الخ) ("مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت")

مودودی صاحب خود کیا ہیں؟:

بطور نمونہ عصمت انبیاء علیہم السلام کو مجروح کرنے والی عبارتیں مودودی صاحب کی پیش کردہ ہیں اور صحابہ کرامؓ کے بارے میں بھی انہوں نے جو کچھ لکھا ہے، قارئین حضرات کے سامنے ہے۔

اب آپ کے سامنے مودودی صاحب نے اپنے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، وہ بھی قابل عبرت ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

لاہور میں منعقدہ جماعت اسلامی کی کل پاکستان چار روزہ کانفرنس ۲۵ یا ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۳ء میں مودودی صاحب نے اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"میں اپنے مخلص بھائیوں کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے مجھے کسی مدافعت کی حاجت نہیں ہے۔ میں کہیں خلاء میں سے یکایک نہیں آگیا ہوں۔ اس سرزمین میں سالہا سال سے کام کر رہا ہوں۔ میرے کام سے لاکھوں آدمی براہ راست واقف ہیں۔ میری تحریریں اسی ملک میں نہیں، دنیا کے ایک اچھے خاصے حصے میں پھیلی ہوئی ہیں اور میرے رب کی مجھ پر یہ عنایت ہے کہ اس نے میرے دامن کو داغوں سے محفوظ رکھا ہے"۔ (الخ) (روزنامہ "مشرق" لاہور، ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

یہ تقریر مودودی جماعت نے ٹریکٹ کی شکل میں بھی شائع کی ہے۔ (ایضاً، مودودی مذہب)

مودودی صاحب کے انہی باطل نظریات کے پیش نظر شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ

اللہ علیہ نے فرمایا:
"خلاصہ یہ کہ مودودی صاحب کا یہ دستور نمبر ۶ اور اس کا عقیدہ نہایت غلط اور مخالف قرآن و حدیث ہے اور مخالف عقائد اہل السنت والجماعت اسلاف کرام بھی۔ جس سے دین اسلام کو انتہائی ضرر اور نقصان عارض ہوتا ہے۔ لوگوں کو اس سے احتراز ضروری ہے۔ (ایضاً' مودودی دستور اور عقائد کی حیثیت)

انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں مودودی اور شیعہ علماء کی مماثلت اور دینی جماعتوں کے سربراہ کنونشن منعقدہ ۲۲ شوال ۱۴۱۵ء مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۹۵ء (یوم الجمعہ) پر تبصرہ کیا جائے گا۔ واللہ الموفق

خادم اہل سنت مظہر حسین غفلہ

۲۴ شوال ۱۴۱۵ھ

۲۶ مارچ ۱۹۹۵ء

لعنت کے اسباب

: حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری :

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرنے کو "لعنت" کہتے ہیں۔ کافروں اور مشرکوں پر تو لعنت ہے ہی، جو لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہیں ان کے بعض اعمال پر بھی لعنت آئی ہے، اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالا کہ ایسی احادیث جمع کروں جن میں مختلف اعمال سیئہ پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ کتب حدیث میں مختصر سی جستجو سے جو احادیث مل گئیں وہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں، مگر اہل علم محنت کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ مزید روایات مل جائیں گی۔

انسانوں کا یہ طریقہ ہے کہ شیطان پر لعنت بھیجتے ہیں خود بہت سے ایسے اعمال میں مبتلا رہتے ہیں جو موجب لعنت ہیں۔ گناہ تو سب ہی چھوڑنے لازم ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ ان گناہوں سے پرہیز کرنے کا خصوصی دھیان کریں جو لعنت کے اسباب ہیں۔

شراب پینے والے دس آدمیوں پر لعنت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت بھیجی۔ (۱) شراب بنانے والے پر۔ (۲) شراب بنوانے والے پر۔ (۳) اس کے پینے والے پر۔ (۴) اس کے اٹھانے والے پر۔ (۵) جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جائے اس پر۔ (۶) اس کے پلانے والے پر۔ (۷) اس کے بیچنے والے پر۔ (۸) اس کی قیمت کھانے والے پر۔ (۹) اس کے خریدنے والے پر۔ (۱۰) جس کے لئے خریدی جائے اس پر۔ (مشکوٰۃ ص ۲۴۲ از ترمذی، ابن ماجہ)

مسلمان کو نقصان پہونچانا یا اسکے ساتھ مکاری کرنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو کسی مومن کو نقصان پہونچائے یا اس کے ساتھ مکر کرے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۸ از ترمذی)۔

مردوں کو زنانہ پن اور عورتوں کو مردانہ وضع اختیار کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں (یعنی عورتوں جیسی شکل وصورت بنائیں) اور اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔ (مشکوٰۃ ص ۳۸۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہیجڑہ بننے والے مردوں پر اور مردوں کی طرح (وضع قطع بنا کر یا لباس پہن کر) مردانہ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دو۔ (بخاری شریف)۔

اس حدیث پاک میں ان مردوں اور عورتوں پر لعنت بھیجنے کا ذکر ہے جو فطرت خداوندی کو چھوڑ کر دوسری جنس کی وضع قطع، شکل وصورت، لباس پوشاک اختیار کریں البتہ جو پیدائشی ہیجڑہ ہو چونکہ وہ اپنے اختیار سے نہیں بنا ہے اس لئے اسے ملعون نہ کہا جائے گا۔ لیکن جو مرد قصداً ترکیب اور تدبیر کر کے عورت پن اختیار کرتے ہیں یعنی اپنے اعضائے مردمی کو ختم کر دیتے ہیں اور عورتوں کی طرح بال بڑھا کر چوٹی بناتے ہیں یا دیگر لوازم نسوانیت اختیار کرتے ہیں، حدیث بالا کی رو سے بلاشبہ وہ ملعون ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے گھروں میں آنے کی اجازت دینا سخت گناہ ہے۔

مردونکو عورتونکا اور عورتوں کو مردونکا لباس اختیار کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لعنت بھیجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مرد کا لباس پہنے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۸۳)

کسی مرد یا عورت سے اغلام کرنا سبب لعنت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو اپنی بیوی کے پیچھے والے حصہ میں شہوت پوری کرے (مشکوٰۃ ص ۲۷۶) اور مسند احمد ص ۳۰۹ ج ۱ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر جو لوط علیہ السلام کی قوم جیسا عمل کرے۔ تین بار یوں ہی فرمایا۔ اور مسند احمد ۲۱۷/۱

میں یہ بھی ہے کہ وہ شخص ملعون ہے جو کسی چوپائے سے اپنی شہوت پوری کرے۔

نوحہ کرنیوالی اور نوحہ سننے والی پر لعنت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنیوالی عورت اور (اس کا نوحہ) سننے والی عورت پر لعنت کی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۱۵۱)

شوہر کی نافرمانی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے جس کی وجہ سے شوہر غصہ کی حالت میں رات گذارے تو اس عورت پر صبح ہونے تک فرشتے لعنت کرتے رہیں گے۔ مشکوٰۃ ص۲۸۰ از بخاری و مسلم۔

حضرات صحابہ کرامؓ کو بُرا کہنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں تو اس سے کہدو کہ تمھارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔ مشکوٰۃ ص۵۵۴ از ترمذی۔

سود کھانا یا سود کا کاتب اور گواہ بننا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی سود کھانے والے پر اور سود کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے اور اس کا گواہ بننے والوں پر اور فرمایا کہ (گناہ میں) یہ سب برابر ہیں۔ (مشکوٰۃ ص۲۴۴ از مسلم)

رشوت کا لینا دینا اور اسکا واسطہ بننا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر۔ (مشکوٰۃ ص۳۲۶)

ضرورت کے وقت غلہ روکنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص دوسری جگہ سے (شہر یا بستی میں) غلہ لے کر آئے (جس سے لوگوں کو خوراک ملتی ہے) ایسا شخص مرزوق ہے (یعنی اللہ اس کو رزق دے گا) اور جو شخص (ضرورت کے وقت) غلہ روک کر رکھے (مہنگائی کا انتظار کرتا ہے) ایسا شخص ملعون ہے۔

جاندار چیز کو تیر اندازی کا نشانہ بنانا:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر لعنت کی جو کسی جاندار چیز کو نشانہ بنائے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۵۷)

عورتوں کا بالوں میں بال ملانا اور جسم گودوانا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے بالوں میں بال ملانے والی پر اور بالوں میں بال ملوانے والی پر اور گودنے والی پر اور گدوانے والی پر۔ (الترغیب والترہیب ص ۱۲۰ ج ۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں پر اور لعنت بھیجی ان عورتوں پر جو حسن کے لئے دانتوں کو گھس کر باریک بناتی ہیں جو اللہ کی تخلیق کو بدلنے والی ہیں۔ (الترغیب والترہیب ص ۱۲۰ ج ۳)

عیب چھپا کر بیچ دینا

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی (چیز کو) عیب (کے ساتھ) فروخت کر دیا جس سے خریدار کو آگاہ نہیں کیا تو برابر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا۔ یا (فرمایا کہ) اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں گے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۴۹)

غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا اور زمین کی حد بندی کی نشانی چرانا

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جو زمین کی نشانی چرائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو اپنے باپ پر لعنت کرے اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جو کسی ایسے شخص کو ٹھکانہ دے جس نے (دین اسلام میں عمل یا عقیدہ کے اعتبار سے) کوئی نئی چیز نکالی ہو (مسلم ص ۱۶۰ ج ۲)

اس حدیث میں کئی شخصوں پر لعنت کی ہے ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو زمین کی حد بندی کی نشانی کو چرائے یعنی کھیتوں کے درمیان جو نشانیاں مقرر کر دیتے ہیں اس کو ہٹا دے یا چرا کر پھینک دے یا بنڈھ کو کاٹ دے اور اس طرح دوسرے کی زمین اپنی زمین میں ملالے اس پر لعنت کی۔ بہت سے لوگ پٹواری سے مل کر اور کچھ لے دے کر نقشہ بدلوا کر کسی بھی طرح دوسرے کی زمین اپنے نام کرا لیتے ہیں۔ یہ سب حرام ہے۔ اور سبب لعنت ہے۔ بہت سے کسان ایسی

حرکتیں کرتے ہیں اس حدیث سے عبرت حاصل کریں۔

تقدیر کو جھٹلانا اور کتاب اللہ میں کچھ بڑھا دینا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چھ اشخاص ایسے ہیں جن پر میں نے لعنت کی ہے اور ہر نبی کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ (وہ چھ اشخاص یہ ہیں)

(۱) اللہ کی کتاب میں بڑھانے والا۔ (۲) تقدیر کو جھٹلانے والا۔ (۳) اللہ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا اس کو حلال کرنے والا۔ (۴) میری عترت یعنی اولاد کی بے حرمتی کرنے والا۔ (۵) اور سنت کو چھوڑنے والا۔ (مجمع الزوائد ص۲۰۵ ج۷)

اس حدیث میں ابتداءً چھ افراد کا ذکر کیا لیکن شمار میں پانچ ہیں۔ ممکن ہے کہ کسی کاتب سے کچھ رہ گیا ہو۔ (مشکوٰۃ ص۲۲ میں بھی یہ حدیث ہے۔ اس میں چھٹا آدمی اس شخص کو ذکر کیا ہے جو زبردستی اقتدار حاصل کرے تاکہ اس کو عزت دے جس کو اللہ نے ذلیل کیا اور اسکو ذلت دے جس کو اللہ نے عزت دی۔ صاحب المشکوٰۃ نے یہ حدیث امام بیہقی کی کتاب مدخل سے نقل کی ہے۔ اس حدیث میں تارک سنت کو جو ملعون قرار دیا ہے اس سے وہ شخص مراد ہے۔ جو بالکلیہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے روگردانی کرے یا کسی بھی سنت کا مذاق اڑائے۔ (کما ذکرہ علی القاری فی المرقاۃ)۔

عورتوں کا قبروں پر جانا اور وہاں چراغ جلانا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کے لئے جانے والی عورتوں پر اور ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کو سجدہ گاہ بنائیں۔ اور جو قبروں پر چراغ جلائیں۔ (ابوداؤد، ترمذی)۔

اس حدیث میں قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور ان لوگوں پر جو قبروں کو سجدہ گاہ بنائیں اور وہاں چراغ جلائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

نامحرم مرد و عورت کا دیکھنا اور دکھانا موجب لعنت ہے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہو دیکھنے والے پر اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی (بیہقی فی شعب الایمان)

یہ حدیث بہت سے جزئیات پر حاوی ہے۔ جس میں بطور قاعدہ کلیہ کے ہر نظر حرام کو

اور نہ صرف دیکھنے والے پر لعنت بھیجی بلکہ اپنی خوشی اور اختیار سے جو مستحق لعنت بتایا ہے۔ کوئی مرد یا عورت کسی ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں اس پر نظر بد ڈالی جا سکے اس پر بھی لعنت بھیجی ہے نیز اگر کوئی بھی مرد و عورت کسی بھی مرد و عورت کے سامنے وہ حصہ کھولدے یا کھلا رہنے دے جس کا دیکھنا اس کے لئے حلال نہ ہو جس کے سامنے کھولا ہے تو یہ دکھلانے والا بھی مستحق لعنت ہے

نسب بدلنا حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا باپ بتایا یا اپنے موالی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی طرف اپنی نسبت ظاہر کی تو اس پر اللہ کی لعنت ہے اور اس پر فرشتوں کی اور سب لوگوں کی اللہ تعالیٰ اس سے نہ فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔ (مسند احمد ص ۱۸۷ ج ۴)

اس حدیث میں ان لوگوں کے لئے تنبیہ ہے۔ جو اپنا نسب بدلتے ہیں۔ اونچے خاندانوں کی طرف اپنی نسبت کر لیتے ہیں اور ناموں کے ساتھ انھیں نسبتوں کو لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔

یہ جو فرمایا کہ اپنے موالی کے علاوہ دوسرے کسی شخص کی طرف اپنی نسبت ظاہر کی تو اس پر لعنت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب مسلمانوں کے پاس باندی اور غلام تھے اس وقت وہ غلام اور باندیوں کو آزاد کر دیا کرتے تھے۔ آزاد کرنے والے ان کے موالی تھے۔ اس کے درمیان جو نسبت قائم ہوتی تھی اس کو ولاء کہا جاتا تھا۔ اس نسبت کے بدلنے پر بھی لعنت وارد ہوئی ہے۔

محلل اور محلل لہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لعنت بھیجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلل پر اور اس شخص پر جس کے لئے حلال کی جائے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۸۴)

شریعت مطہرہ میں اول تو طلاق دینا ہی مبغوض ہے پھر اگر طلاق دے تو طلاق رجعی سے کام چلائے جس میں عدت میں رجوع ہو جاتا ہے۔ اگر تین طلاقیں دے دیں۔ (چاہے ایک ساتھ دی ہوں یا متفرق کر کے) تو پھر طلاق دینے والے شوہر کے نکاح میں دوبارہ اس طرح آسکتی ہے کہ عدت گزرنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح ہو جائے جس سے نکاح جائز ہو پھر وہ مرد جماع کرے پھر وہ طلاق دے یا مرے پھر اس کی عدت گزرے۔

اس کے بعد پہلے شوہر کے نکاح میں آسکتی ہے۔ بعضے لوگ تین طلاق دے کر کسی دوسرے مرد سے اس شرط پر نکاح کر دیتے ہیں، کہ تو جماع کر کے طلاق دیدینا۔ ایسی صورت میں جو شخص حلال کرکے یعنی نکاح کرکے اور جماع کرکے طلاق دے اس کو محلّل اور شوہر اول کو محلّل لہٗ کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پر لعنت فرمائی۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ نکاح اس لئے ہے کہ دونوں میاں بیوی بن کر رہیں اسلئے نہیں ہے کہ جدا ہو جائیں اور جدائی بھی ایسی جس کا نکاح سے پہلے ہی ارادہ کر لیا گیا تھا۔ یہ مقاصد شریعت کے خلاف ہیں اس لئے تحلیل کا کام موجب لعنت ہوا۔

نابینا کو غلط راستے پر ڈال دینا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے اس پر لعنت کی جو زمین کی نشانیوں کو بدل دے۔ اللہ نے اس پر لعنت کی جو اپنے موالی کے علاوہ دوسروں سے ولاء کا تعلق پیدا کرلے۔ اللہ نے اس پر لعنت کی جو نابینا کو راستے سے بھٹکا دے۔ اللہ نے لعنت کی اس شخص پر جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے، اللہ نے لعنت کی اس شخص پر جو کسی جانور سے شہوت پوری کرے۔ اللہ نے لعنت کی اس پر جو اپنے ماں باپ کو دکھ دے۔ اللہ نے لعنت کی اس پر جو لوط علیہ السلام کی قوم والا عمل کرے۔ اس کو تین بار فرمایا۔ (مسند احمد ص ۳۱۷ ج ۱)

پیسے کا غلام بننا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دینار کا غلام اور درہم کا غلام لعنت کیا گیا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۴۱)

اس حدیث میں اصلی دنیا دار کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ یوں تو دنیا میں پیسہ سبھی کماتے ہیں اور کمانا پڑتا بھی ہے۔ حلال کمائیں۔ حلال کھائیں اس میں کچھ حرج نہیں۔ بلکہ اپنی ضرورتوں کے لئے حلال کمانے میں ثواب بھی ہے۔ لیکن یہ بات کہ پیسے ہی کا غلام ہو کر رہ جائے۔ پیسے ہی کے لئے کمائے اور نہ حلال دیکھے نہ حرام دیکھے۔ سوئے بھی پیسے کے لئے جاگے بھی پیسے کے لئے، کسی سے ملے بھی تو پیسے کے لئے نہ تن کا ہوش ہو نہ پیٹ کا خیال۔ نہ ماں باپ نہ اولاد کا فکر۔ نہ اللہ کے فرائض اور واجبات کا دھیان۔ بس کمانا ہی کمانا ہے۔ ایسا شخص دینار و درہم کا غلام ہے اس پر اللہ کی لعنت کی گئی ہے۔

حقوقِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ حقِ اطاعت ۲۔ حقِ محبت ۳۔ حقِ عظمت

از افادات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: ماسٹر منظور حسین عفی عنہ ساہیوال (سرگودھا)

○○○○○○

نصوص میں غور و فکر کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ حقوق ہیں جن کا ادا کرنا واجب ہے۔

اور ادائے حق کے معنی یہ ہیں کہ تمام حقوق ادا کیے جاویں۔ ایک کیا اور ایک نہ کیا اس سے ادائے حق نہیں ہوتا۔ علم کی کمی سے مختلف قسم کی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ بعض ایک حق کو اور بعض دوسرے کو اور بعض تیسرے حق کو ادا کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے ادائے حق کر دیا حالانکہ ادائے حق کے معنی یہ ہیں کہ تمام حقوق کی رعایت کی جائے۔

مثلاً باپ کا حق یہ ہے کہ اس کا ادب بھی کرے، اطاعت بھی کرے، اس کی تعظیم بھی کرے۔ اگر اس کو حاجت ہو خدمت بھی کرے۔ مگر بیٹے کی حالت یہ ہے کہ نہ اس کی تعظیم بجا لیتا ہے نہ اطاعت کرتا ہے نہ خدمت۔ مگر ہاں مجمعوں میں باپ کی مدح و ثنا خوب کرتا ہے تو کیا اس کو کہا جاوے گا کہ وہ باپ کا حق ادا کرتا ہے؟ اگر باپ کہتا ہے کہ بیٹا اٹھ کر پانی دے دو تو یوں جواب دیتا ہے کہ میں نے آپ کی بہت سی تعریفیں کر دی ہیں، اب مجھے ضرورت اطاعت کی نہیں رہی میں خدمت نہ کروں گا.... ظاہر ہے کہ کوئی عاقل اس کو ادائے حق نہ کہے گا۔ علی ہذا اور حقوق کے بارے میں بھی ایسا

ہی کہہ دے۔

اور مثلاً بادشاہ کا حق یہ ہے کہ اس کا ادب کرے، اس کے احکام کو مانے، اس کی عظمت دل میں ہو، اس کی اطاعت کرے۔ اب اگر کوئی شخص اس کی تعظیم نہ کرے یا احکام نہ مانے تو اس نے بادشاہ کا حق ادا نہیں کیا۔ مثلاً تعظیم و تکریم تو اس قدر کرتا ہے کہ پیچھے پیچھے ہلتا جاتا ہے مگر قانون کے خلاف کرتا ہے۔ قانون کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ ہاں زبان سے بادشاہ کی مدح و ثنا خوب ہی کرتا ہے اور اس کے متعلق مختلف جلسوں میں خوب تقریریں کرتا ہے اور اگر کوئی کہتا ہے تو جواب میں یہ کہتا ہے کہ جو میں کر رہا ہوں میرے نزدیک ادائے حق یہی ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی شخص بھی اس عذر کو قبول نہیں کرے گا بلکہ سب سے بڑا حق تو سلطان کا رعایا پر یہی ہے کہ اس کی مخالفت نہ کی جائے۔ غرض یہ تو ادائے حقوق کی حقیقت ہے۔

ان مثالوں سے معلوم ہو گیا کہ بعض حق ادا کرنے سے حق ادا نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حقوق ہیں تو ان کو ادا کرنے والا وہی شخص سمجھا جاوے گا جو سب حقوق ادا کرے۔ جب یہ سمجھ میں آگیا تو اب ضرورت اس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق

امر کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق پہچانے جائیں۔ تین حقوق ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ ایک حقِ اطاعت، ایک حق محبت، ایک حق عظمت۔

سو زیادہ حصہ تو ان لوگوں کا ہے جو صرف زبانی محبت پر اکتفا کرنے کو کافی سمجھتے ہیں ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی خبر، نہ حقیقی محبت کی خبر، نہ عظمت کی۔ بس اس کو کافی سمجھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک کر لیا جاوے۔ باقی جتنا اہتمام ذکر کا ہوتا ہے اطاعت کا نہیں ہوتا۔

دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر اطاعت کرتے تو علماء سے رجوع کرتے۔ ان سے مسائل دین کے پوچھتے، حضورؐ کے ذکر کا طریقہ دریافت کرتے، ان سے احکام کی تحقیق کرتے مگر دیکھا جاتا ہے کہ اس کا ذکر بھی نہیں۔ سو زیادہ لوگ تو اسی قسم کے ہیں۔ اس واسطے ضرورت اس کی ہوئی کہ اس غلطی کو رفع کر دیا جائے۔

محبت کا مقتضاء

محبت بے شک بڑا حق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اس کا مقتضاء یہ بھی ہے کہ اطاعت کی جائے۔ اسی کا مقتضاء یہ ہے کہ تعظیم کی جائے۔ چنانچہ دنیا میں جس سے محبّت و خلوص ہوتا ہے اس کا کہا مانا جاتا ہے، اس کی عظمت قلب میں ہوتی ہے۔ خود اس کی محبت کا تقاضا ہے کہ اس کی مرضی کے خلاف نہ کیا جائے خواہ اس کو خبر ہو یا نہ ہو.... محبت سے تو غرض یہ ہوتی ہے کہ دل ٹھنڈا ہو محبوب کا، اسے راحت ہو۔ اس لیے خبر ہونے کی ضرورت بھی نہیں اور جہاں خبر بھی ہوتی ہو کہ خلاف کرنے سے ایذا بھی ہوتی ہے تب ظاہر ہے جیسا کچھ اہتمام ہوگا اور یہ محبّت کیسی ہے کہ اپنے محبوب کو تکلیف پہنچائی جائے۔

اب سمجھئے کہ سب جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اعمال امت کے پیش ہوتے ہیں کہ فلاں شخص نے یہ کیا اور فلاں نے یہ کیا۔ کوئی شراب پیتا ہو، رشوت لیتا ہو، فسق میں مبتلا ہو سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کی جاتی ہے کہ فلاں امتی نے یہ عمل کیا۔ جس سے محبت کا دعویٰ ہے اعمالِ ناشائستہ کا ارتکاب کر کے ان ہی کو ایذاء پہنچا رہے ہیں۔

مجھے اس پر ایک قصہ یاد آیا۔ ایک شاعر آزاد منش تھے۔ بعض کا دل رقیق ہوتا ہے۔ وہ بھی ایسے ہی تھے اس لیے ان کے کلام میں سوز و گداز تھا۔ ایک شخص ان کا فارسی کلام دیکھ کر، کلام سے ان کو صوفی سمجھ کر ایران سے چلے۔ آکر کیا دیکھا کہ ایک حجام خلیفہ ان کے سامنے ہے اور ان کا چہرہ استرہ سے صاف کر رہا ہے۔ اس شخص نے جھلّا کر کہا کہ آغا ریش می تراشی؟ شاعر صاحب نے کہا بلے ریش می تراشم مگر دل کسے نمی خراشم۔ یعنی ڈاڑھی تو ترشواتا ہوں مگر کسی کا دل نہیں دکھاتا کیونکہ بڑا گناہ دل دکھانا ہے۔ اس نے بے ساختہ جواب دیا کہ آرے دلِ رسول اللہ می خراشی! مطلب یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ اطلاع ہوگی کہ فلاں شخص سُنّت کے خلاف کر رہا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسی ایذاء ہوگی؟ یہ سُن کر شاعر کی آنکھیں کھُل گئیں اور زبانِ حال سے یہ شعر پڑھتے تھے ؎

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی   مرا با جانِ جاں ہمراز کردی

یعنی تم کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ میں تو اندھا تھا۔ آج معلوم ہوا کہ مجھ سے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو تکلیف پہنچ رہی ہے۔ غرض یہ محبت کیسی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو تکلیف پہنچ رہی ہے؟

یہ تقریر تو اس پر مبنی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین حق ہیں۔ اطاعت، محبت، عظمت لیکن اگر کوئی شخص تینوں حق کو جدا جدا نہ سمجھے بلکہ صرف ایک محبت ہی کو حق سمجھے تو میں کہتا ہوں کہ خود محبت ہی ایک ایسا حق ہے کہ اور حقوق کو مستلزم ہے یعنی محبت مستلزم ہے عظمت کو بھی اطاعت کو بھی۔ یعنی جب سچی محبت ہوگی تو عظمت بھی ہوگی، اطاعت بھی ہوگی۔ مگر لوگوں نے صرف یہ یاد کر لیا ہے کہ ہم عاشق ہیں رسولؐ کے۔ بس اپنے زعم میں اور کسی بات کے مکلف ہی نہیں رہے؟ اب تبلائیے یہی محبت ہے؟ نیز اگر محبت ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے حقوق محبت بھی تو ادا ہوتے۔

۲۔ بعض وہ ہیں جنہوں نے عظمت کو لیا ہے۔ نہ تو محبت ہے نہ متابعت۔ اکثر یہ وہ لوگ ہیں جن پر تعلیم جدید کا مذاق غالب ہے۔ طرز ان کا یہ ہے کہ یہ لوگ علماء سے علتیں احکام کی پوچھتے ہیں، احکام میں خود علتیں نکالتے ہیں اور جو بات اپنی عقل نارسا و ناقص کے خلاف ہو اس کے ماننے میں ان کو تامل ہوتا ہے۔

کہیں کہتے ہیں کہ پل صراط پر چلنا عقل کے خلاف ہے (اس لیے کہ وہ بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے، پھر کیسے کوئی چل سکتا ہے) کہیں کہتے ہیں کہ ہاتھ پاؤں کا بولنا عقل کے خلاف ہے۔ ان امور میں سے ایک معراج بھی ہے کہ ان کے نزدیک خلاف عقل ہے۔ کہتے ہیں کہ تھوڑی دور جا کر ہوا نہیں ہے۔ وہاں پہنچ کر جاندار کسی طرح زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ طرز بتلا رہا ہے کہ ان کو محبت نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کیونکہ جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے اس کے احکام میں شبہہ نہیں ہوا کرتا۔

موٹی بات ہے کہ طاعت کا لطف ہی بلا محبت نہیں آتا۔ جو طاعت بلا محبت کے ہو وہ محض ضابطہ کی طاعت ہوتی ہے۔ حقیقی طاعت نہیں ہوتی۔ اس طاعت کی ایسی مثال ہوگی جیسے انجن میں بھاپ نہ ہو اور اس کو مزدور ڈھکیلتے ہوں جس کی رفتار کچھ بھی قابلِ اعتبار نہیں ہوتی۔ جہاں ٹھیلنا بند کیا بس رک گیا۔ اسی طرح بدون محبت کے جو طاعت ہوگی قابلِ اعتبار نہیں۔ طاعت جب ہی

قابل اعتبار ہو گی کہ آگ لگی ہوئی ہو، بھاپ بھری ہو محبت کی، بلکہ قطع نظر لطف کے آسان بھی طاعت
ہوتی ہے کہ جب محبت ہو۔

مثلاً ایک تو مزدور کا کہنا ماننا، اس کی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ جہاں آقا ٹلا اور کام سے بیٹھ گئے
اور ایک کسی محبوب کا محب کو کسی بات کی فرمائش کرنا اور اس کا کام پر لگ جانا۔ اس کی یہ حالت ہوگی
کہ اگر اس حالت میں کوئی اس سے یہ بھی کہے کہ کھانا تو کھالو تو وہ یہی کہے گا کہ میں جب تک کام کو
پورا نہ کرلوں گا مجھ کو کسی بات میں چین نہ آئے گا۔ غرض مزدور کے کام میں اور محب کے کام میں
زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لیجئے کہ دوام طاعت جو کہ عادۃً سہولت پر موقوف
ہے بلا محبت نہیں ہوتا۔ پس جب عقلاً بھی محبت طاعت مفروضہ کا موقوف علیہ ہے تو ضرور
محبت بھی فرض ہے اور ایسے لوگوں کو جب محبت نہیں تو ظاہر ہے کہ متابعت بھی نہیں جو کہ محبت
پر موقوف ہے اور ویسے بھی بدیہی ہے کہ جو لوگ احکام میں شبہات نکالتے ہیں وہ عمل کیا خاک
کریں گے۔ غرض محبت و متابعت سے تو یہ عاری ہیں البتہ ان لوگوں کے قلب میں آپ کی عظمت
ہے ضرور، مگر عظمت ہے ضرور۔ مگر عظمت بھی وہ نہیں جو مطلوب ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت
جس حیثیت سے ہونی چاہیئے وہ ان میں نہیں۔ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اصالتاً ایک شاندار اور
عاقل بادشاہ سمجھتے ہیں اور ضمناً نبی بھی۔ بس زیادہ عظمت آپ کی ان کے دلوں میں بادشاہ ہونے
کی حیثیت سے ہے نبی ہونے کی حیثیت سے آپ کی زیادہ عظمت ان کے ذہن میں نہیں۔ اگر نبی
ہونے کی حیثیت سے اصل عظمت ہوتی تو احکام میں علتیں نہ ڈھونڈتے کیونکہ نبی موسس احکام
نہیں مبلغ احکام ہیں... آپ نے اُدھر سے سُنا اِدھر کہہ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز
خود نہیں بنائی۔ آپ تو حکایت بیان فرما رہے ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے۔ مگر اس کے ساتھ ہی
یہ بھی ہے کہ آپ صرف سفیر ہی نہیں بلکہ ہمارے آقا اور سردار بھی ہیں۔

اس کو ایک اور مثال سے سمجھئے کہ ایک پیام پہنچانا تو وہ ہے جیسے ڈاکیہ خط پہنچاتا ہے اور
ایک وہ جیسے استاد مضامین شاگرد کو پہنچاتا ہے۔ استاد صرف حکایت کرنے والا ہی نہیں بلکہ
حاکم اور مربی بھی ہے۔ سو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی شان ہے۔ محض بے ادب لوگوں کو دھوکا
ہوا ہے کہ نعوذ باللہ آپ کی مثال محض سفیر جیسی ہے۔ سو یہ محض باطل ہے بلکہ ہم غلام ہیں حضور

کے اور آپؐ ہمارے آقا ہیں۔ البتہ مبلغ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے گھٹاتے بڑھاتے نہیں ہیں اور اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ آپ اجتہاد نہیں فرماتے تھے مگر وہ اجتہاد بھی مآلاً احکام وحی ہی میں داخل ہے کیونکہ جس اجتہاد کو قائم رکھنا نہ ہوا وہ وحی سے منسوخ کر دیا جاتا تھا۔ پس جو منسوخ نہ ہوا وہ بھی وحی منصوص بن گیا۔ پس احکام اجتہادیہ میں بھی آپؐ کی یہی شان ہے ؎

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
گفتہ او گفتۂ اللہ بود

اور اوپر جو کہا گیا ہے کہ آپ محض سفیر نہ تھے مربّی بھی تھے، اس کا ایک کھلا قرینہ یہ ہے کہ آپؐ کی حالت یہ تھی کہ جب کوئی شخص امت میں سے خلاف کرتا تو آپ افسوس کرتے تھے کہ کیوں گمراہ ہے۔ سو اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف اس طرح کام سپرد ہوتا جیسے سفیر کے ہوتا ہے تو آپ افسوس ہی کیوں کرتے؟ کیونکہ جب آپ نے سفارت پوری کر دی تو آپؐ بری ہو گئے، سفیر کا کام تو آنا ہی ہے خواہ کوئی دوزخ میں جائے یا جنت میں۔ افسوس کے کیا معنی؟ اس سے صاف معلوم ہوا کہ آپ سفیر محض نہ تھے۔ غرض نہ سفیر محض تھے جیسا اہل تفریط سمجھتے ہیں اور نہ حاکم احکام تھے۔ ہمارے متبوع تھے مگر وحی کے بالکل تابع۔ جب یہ ہے تو آپ کے فرمودہ احکام خدا کے احکام ہیں۔ پھر خدا کے احکام میں عقل دوڑانا چہ معنی؟ کیونکہ خدا تعالیٰ کا علم ہمارے علم کے جنس سے نہیں کہ ہم وہاں تک رسائی کی فکر کریں۔

سو جب ان لوگوں نے عقل دوڑائی تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ آپ کی شانِ نبوت کو مغلوب اور شانِ سلطنت کو غالب سمجھتے ہیں... سو آپؐ صرف بادشاہ ہی نہیں ہیں، بادشاہ تو آپ کے غلام ہیں۔ آپؐ کو صرف بادشاہ قرار دینا تعظیم نہیں۔ آپؐ کو نبی قرار دینا یہ ادب اور تعظیم ہے مگر آپؐ کی تعظیم میں ایک امر نہایت لازم اور فرض ہے۔ وہ یہ کہ حق تعالیٰ کا ادب محفوظ رکھا جاوے۔ آپؐ کو حق تعالیٰ کے برابر نہ کر دیا جائے۔

۳۔ اب بعض وہ لوگ رہ گئے کہ کسی قدر متابعت تو کرتے ہیں مگر نہ ان کے دل میں عظمت ہے اور نہ محبت۔ اور یہ لوگ زیادہ ان میں ہیں جو آج کل کسی امام کا اتباع نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ ترجمے موجود ہیں، ضرورت کیا ہے اکابر کے اتباع کی، ہم خود دیکھ کر سمجھ سکتے ہیں۔ اگر عربی نہیں سمجھتے

...ہی سے احکام نکال لیتے ہیں۔ سوان میں بعض لوگ ایسے ہیں کہ وہ نہ بزرگوں کا ادب کرتے ہیں نہ صحابہؓ کا نہ ائمہ کا اور بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں خشک الفاظ استعمال کرتے ہیں بس ظاہراً اطاعت تو کرتے ہیں اور بدعات سے بھی بچتے ہیں مگر عظمت جیسا بیان ہوا اور نہ وہ سوز و گداز جو محبت میں ہوتا ہے۔ غرض اس وقت یہ تین جماعتیں ہیں:

۱۔ ایک وہ جو محبت رکھتے ہیں مگر اتباع و عظمت نہیں۔

۲۔ ایک وہ جو عظمت کرتے ہیں لیکن محبت و اتباع نہیں۔

۳۔ ایک وہ جو اتباع کرتے ہیں مگر عظمت و محبت نہیں۔

سو یہ تینوں جماعتیں پورے حقوق ادا نہیں کرتیں۔ کسی نے ایک کو لیا دوسرے کو چھوڑا۔ کسی نے دو کو لیا تیسرے کو چھوڑا۔ علیٰ ھذا جامع وہ شخص ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں، متابعت میں، عظمت میں سرافگندہ رہتا ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپؐ کے پورے حقوق ادا کرنے چاہئیں۔ یعنی ذکر بھی کریں، محبت بھی کریں، متابعت بھی، ادب و تعظیم بھی ... اور اگر حقوق ادا نہ کیے، برائے نام تھوڑی سی تعریف کر لی یا محفل منعقد کر لی، اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ مثلاً طبیب کی تعریف سے کیا فائدہ۔ جب تک اس سے نسخہ لکھا کر اس کا استعمال نہ کیا جائے اور اس کے کہنے پر عمل نہ کیا جائے۔ (از وعظ المریع فی الربیع)

سیدنا امیر معاویہؓ کے بارے میں ایک استفتاء

۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان کرام کہ صحابہؓ نے کبھی کسی غلط بات کو تسلیم کیا ہے جو کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہٹ کر ہو۔

۲۔ جن صحابہ کرامؓ نے یزید بن معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی' ان صحابہ کرام میں ابن عباسؓ جو کہ فقیہہ الصحابہؓ میں سے ہیں۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما' سیدنا ابن جعفر طیارؓ اور مشہور تابعی محمد بن علیؒ جو سیدنا حسنین رضی اللہ عنہما کے سگے بھائی ہیں' ان حضرات نے یزید بن معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ کیا ان حضرات کا یہ فعل غلط تھا یا درست؟ جب کہ یزید شرابی اور جواری تھا؟

۳۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان کرام و شرع متین کہ خلافت راشدہ میں چار یارؓ کہنا شرعاً درست ہے یا غلط؟

۴۔ کیا سیدنا امیر معاویہؓ اور سیدنا حسنؓ خلیفہ راشد نہیں ہیں؟

۵۔ کیا سیدنا امیر معاویہؓ اور سیدنا حسنؓ نے سنت رسولؐ سے ہٹ کر زندگی گزاری تھی؟

۶۔ کیا سیدنا امیر معاویہؓ نے اپنی خلافت کے دوران جو اصول اپنائے یا اپنی رعایا کے ساتھ جو سلوک کیا' وہ سنت نبویؐ سے ہٹ کر تھا؟

المستفتی

محمد داؤد معاویہ انصاری' بھکر

الجواب: ان حضرات کا عمل درست تھا کہ اس وقت یزید کا فسق و فجور ظاہر نہیں تھا۔ جیسا کہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں رقم فرمایا ہے کہ **قوله لما ظهر فسق** اور پھر یہ کہ فاسق کو خلیفہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ چنانچہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

"یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔ دوسرے صحابہؓ نے جائز

حضرت امام (حسینؓ) نے ناجائز سمجھا اور گو اکراہ میں انقیاد جائز تھا مگر واجب نہ تھا اور متمسک بالحق ہونے کے سبب یہ مظلوم تھے اور مقتول مظلوم شہید ہوتا ہے۔ (الخ) ("امداد الفتاویٰ" ص ۴۱۶، ج ۴)

اور تمام اہل سنت و الجماعت کے اکابر کے نزدیک یزید کا فسق اتفاقی ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب "خارجی فتنہ" حصہ دوم از مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور کتاب "شہادت امام حسینؓ اور کردار یزید" از حضرت نانوتوی قدس سرہ۔

۲۔ قرآن پاک کی آیات استخلاف و تمکین خاص ہیں حضرات مہاجرین کے ساتھ۔ اور مہاجرین میں سے صرف چار حضرات ہی خلیفہ ہوئے ہیں۔ (ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم) جب کہ حضرت معاویہ اور امام حسن رضی اللہ عنہم مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ خلافت موعودہ قرآنی کا مصداق نہیں ہیں اس لیے حق چار یارؓ خلافت راشدہ کے جواب میں کہا جائے گا کہ قرآنی خلافت راشدہ موعودہ کا مصداق صرف یہی چار حضرات ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب "ازالتہ الخفاء" حضرت شاہ ولی اللہ اور مقدمہ "تحفہ خلافت" از مولانا عبدالشکور لکھنوی قدس سرہما

۳۔ خلیفہ راشد ہیں مگر قرآنی موعودہ خلافت کا مصداق نہیں ہیں۔ جیسا کہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز خلیفہ راشد ہیں مگر قرآنی موعودہ خلافت کا مصداق نہیں۔ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی خلیفہ برحق و راشد ہیں مگر قرآنی موعودہ خلافت کا مصداق نہیں۔ کیونکہ وہ بھی مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔

۴۔ نہیں بلکہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ اور سیرۃ کا نمونہ تھے مگر خلیفہ راشدہ قرآنی صرف چار ہی ہیں کیونکہ موعودہ خلافت راشدہ مہاجرین کے ساتھ خاص ہے اور مہاجرین میں سے صرف یہی چار حضرات خلیفہ ہوئے ہیں۔

۵۔ آپؓ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پابند تھے بلکہ ہادی اور مہدی تھے۔ کیونکہ آپؓ کے لیے حضور علیہ السلام نے ہادی اور مہدی ہونے کی دعا فرمائی ہے مگر خلافت راشدہ موعودہ فی القرآن کا مصداق نہیں۔ کیونکہ وہ مہاجرین کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور جمہور مفسرین اہل سنت والجماعت نے اسی کو اختیار فرمایا ہے۔

۶۔ خلافت راشدہ زندہ باد کہنا تو جائز ہے مگر حق سب یار کہنا خلافت راشدہ کے جواب

میں درست نہیں ہے۔ کیونکہ سب یار (صحابہ کرامؓ) خلیفہ نہیں ہوئے۔ گو حق تو سارے ہی ہیں اور جب خلافت راشدہ کے جواب میں حق چاریارؓ کہا تو اس میں بھی سب یار آ گئے۔ کیونکہ سب صحابہ کرام نے ان کو برحق خلیفہ راشد موعود فی القرآن تسلیم فرمایا ہے تو گویا یہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نمائندہ اور ترجمان ہیں۔ جس نے ان چار کو مان لیا' اس نے سب کو مان لیا۔ لہٰذا خلافت راشدہ کے جواب میں زندہ باد کہیں' حق چاریار کہیں نہ کہ سب یار۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ شیر محمد علوی

۲۳ر شعبان ۱۴۱۵ھ

خادم دارالافتاء جامعہ اشرفیہ' لاہور

حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اکابرین کی نظر میں

: مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی :

علامہ سفارینیؒ کا ارشاد:

حضرت علامہ سفارینیؒ لکھتے ہیں کہ:

"اہلسنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ تمام صحابہ کرام کو پاک صاف سمجھے ان کے لیے عدالت ثابت کرے۔ ان پر اعتراضات کی روش سے بچے ان کی مدح و توصیف کرے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی متعدد آیات میں ان کی تعریف فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی فضیلت میں کوئی بات منقول بھی نہ ہوتی تب بھی ان کی عدالت پر یقین کا اعتقاد رکھنا۔۔۔ اور اس بات پر اعتقاد رکھنا ضروری ہوتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری امت کے افراد سے بہترین اور افضل ہیں اس لیے کہ تمام حالات اسی کے مقتضی تھے۔ انہوں نے ہجرت فرمائی' دین کے لیے جہاد کیا' دین کی نصرت میں اپنی جان اور اپنے مال کو قربان کیا' اپنے والدین اور اولاد کی قربانی دی اور دین کے معاملے میں باہمی خیرخواہی اور ایمان و یقین کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کر لیا (عقیدہ سفارینی' جلد ۲' ص ۳۳۸)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اہل حق کے تمام قابل ذکر علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام کی شہادتیں بھی قبول ہیں اور ان کی روایات بھی۔۔۔ اور ان سب کے لیے عدالت بھی ثابت۔۔۔ اسی لیے ہمارے علماء نے اور ان کے علاوہ تمام اہلسنت نے فرمایا ہے کہ تمام صحابہ سے محبت رکھنا واجب ہے اور ان کے مابین جو واقعات پیش آئے ان کو لکھنے لکھانے سننے سنانے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ صحابہ کرام کی خوبیوں کا تذکرہ کرنا ان سے رضامندی کا اظہار کرنا۔ ان سے محبت رکھنا اور ان پر اعتراضات کی روش کو چھوڑنا بھی ضروری ہے۔ (ایضاً ص ۳۸۶)

حضرت شاہ ولی اللہ رحؒ کا ارشاد:

حکیم الامت حضرت سید نا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ہم لوگ صحابہ کا صرف ذکر خیر ہی کریں گے اور وہ ہمارے دینی امام اور مقتداء ہیں۔ ان کو برا کہنا حرام ہے اور ان کی تعظیم ہم پر واجب ہے"۔ (تفہیمات الہیہ جلد ۱، ص ۱۴۸)

حضرت صحابہ کرام کے اجتہاد کے مقام کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

"جس طرح خلافت (کے استحقاق) میں اس گروہ صحابہ کی اولویت ثابت ہے اس طرح اس گروہ صحابہ کا اجتہاد بھی دوسروں کے اجتہاد سے اولیٰ اور احق ہے۔ اوصاف مذکورہ میں سے ہر ایک وصف کے لیے علامات اور خواص ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے مناقب میں کبھی ان اوصاف کا پایا جانا صراحتاً ظاہر فرمایا ہے اور کبھی کنایۃً بیان فرمایا ہے"۔ (ازالۃ الخفا جلد ۱، ص ۴۰ ترجمہ)

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"قرآن عظیم میں اس گروہ صحابہ کے لیے خدا کی رضامندی ثابت ہو چکی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لقد رضی اللہ عن المومنین۔ الآیہ (ایضاً ص ۴۶)

قرآن پاک کی آیت کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ (سورۃ الفتح) کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اشداء (یہاں سے ان لوگوں کے فضائل کا آغاز ہے) فضائل دو قسم کے ہوتے ہیں (اول) اس معاملہ کا اچھا ہونا جو باہم اپنے بنی نوع میں ہوتا ہے اور (دوسرے) اس معاملہ کا اچھا ہونا جو اپنی تہذیب نفس کے لیے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قسموں کے فضائل ان حضرات کے لیے جمع کر دیئے (اشداء او رحماء میں قسم اول کے فضائل کی طرف اشارہ ہے) اپنے ہم جنسوں سے اس طرح کا معاملہ کرتے ہیں کہ اپنے غصہ کو بھی انہوں نے غضب الٰہی کے تابع کر دیا ہے اور اپنی مہربانی اور نرمی کو بھی انہوں نے رحمت الٰہی کے تابع بنا دیا ہے۔ جو اس کا مردود ہے اسی پر ان کا بھی غصہ رہتا ہے اور جو اس کا مقبول ہے اسی پر ان کی بھی مہربانی رہتی ہے۔ یہ اخلاق الٰہی سے متصف ہونے کا اعلیٰ درجہ ہے۔ اور (تراھم رکعا سجدا سے قسم دوم کے فضائل کی طرف اشارہ ہے) یہ اپنے اور خدا کے درمیان میں جو معاملات ہیں ان کی درستی کے لیے نمازوں کی کثرت میں مشغول

ہیں کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ یبتغون فضلا میں ان کے کمال اخلاص کا بیان ہے کہ ان کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔ سیماھم فی وجوھھم یعنی ان کا خشوع اور خضوع بارگاہ الٰہی میں ایسا نہیں ہے کہ عارضی طور پر ایک وقت ہو جائے اور دوسرے وقت باقی نہ رہے بلکہ وہ ایک مضبوط ملکہ ہے جس کے حاصل کرنے میں انہوں نے عمریں خرچ کردی ہیں ان کے دلوں نے ان کی نمازوں سے حظ کامل اٹھایا ہے اور ان کی مناجات کے رنگ نے ان کے باطن کو ایسا گھیر لیا ہے کہ اس کا کچھ حصہ ان کے دل سے جوش زن ہو کر ان کے چہروں پر آگیا ہے۔ اور ان کے انوار باطن کا پرتو ان کے ظاہر میں بھی آشکار ہے (مثل مشہور ہے کہ) کل اناء یترشح بما فیہ یعنی ہر ظرف سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے"۔ (ایضاً ص ۱۶۰)

حضرت حکیم الامت ؒ کے نزدیک فرقہ ناجیہ وہی ہے جو کتاب و سنت اور صحابہ کرام کے عقیدہ و عمل پر قائم رہے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"میں کہتا ہوں کہ فرقہ ناجیہ صرف وہی ہے جو عقیدہ عمل دونوں میں کتاب و سنت کی اور جس پر جمہور صحابہ کرام اور تابعین کاربند تھے پیروی کرے۔ اور غیر ناجی ہر وہ فرقہ ہے جس نے سلف کے عقیدہ کے خلاف کوئی اور عقیدہ اپنایا اور ان کے عمل کے خلاف کوئی اور عمل اختیار کرلیا"۔ (حجتہ اللہ البالغہ جلد ا، ص ۱۷۰)

اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام نے آنحضرت ﷺ ہی سے عقیدہ و عمل حاصل کیا۔ آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ان کی مراد کو سمجھ گئے اس لیے فہم صحابہ کا مقابلہ کرنا اور یہ کہنا کہ صحابہ نے آیات کے معانی نہیں سمجھے یا احادیث کی مراد نہیں پہنچے قطعاً غلط ہو گا۔ حضرت حکیم الامت ؒ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"یہ آیت حکم ہے درمیان اہلسنت و اہل بدعت کے (اہلسنت اسی آیت کے موافق کہتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور شریعت حقہ آنحضرت ﷺ پر نازل فرمائی اور آنحضرت ﷺ نے اس کو صحابہ تک پہنچایا اور صحابہ کرام نے ان معانی کو جو آنحضرت ﷺ نے مراد لیے تھے سمجھ لیا اور انہوں نے وہ تمام باتیں تابعین تک پہنچائیں۔ کیونکہ مقصود الٰہی صرف آنحضرت ﷺ کی تعلیم نہ تھی نہ یہ مقصد تھا کہ آپ فرض تبلیغ سے سبکدوش ہو جائیں گو سننے والے آپ کی مراد نہ سمجھیں بلکہ مقصود الٰہی ظہور اور غلبہ دین

برحق کا تھا ہر زمانہ میں۔ لہٰذا جو شخص کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین برحق صحابہ کو پہنچایا مگر ان معانی کو نہ سمجھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مراد لیے تھے یا سمجھے۔ مگر غرض نفسانی ان کو اس دین کی پوشیدہ کرنے پر باعث ہوئی وہ شخص بدعتی ہے۔ (ازالۃ الخفاء' جلد ا' ص ۱۷۶)

علامہ امیر یمانیؒ کا ارشاد:

حضرت علامہ محمد بن اسماعیل حسنی المعروف امیر یمانی (۱۱۸۲ھ) لکھتے ہیں کہ:

"صحابہ کرام کی معرفت کے باب کے اہم مسائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ظاہرا تمام صحابہ کرام کی عدالت کا اعتقاد رکھا جائے علامہ ابن حجرؒ نے الاصابہ کے شروع میں اس باب پر آیات قرآنیہ سے استدلال کیا ہے۔ تمام اہل سنت کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام عادل ہیں"۔ (توضیح الافکار' جلد ۲' ص ۴۳۲)

شیخ فخرالدین چشتیؒ کا ارشاد:

حضرت شیخ محمد فخرالدین چشتیؒ (۱۱۹۹ھ) اپنی فارسی تصنیف نظام العقائد میں لکھتے ہیں کہ: (عقیدہ نمبر ۵۰) بعد چاروں خلیفہ کے باقی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمیشہ حق کی پیروی پر ہمارے جیسا کہ گزشتہ زمانہ میں تھے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں) نہ ان کے حال میں کسی طرح کا کوئی تغیر ہوا نہ ان کے کمال میں کسی طرح کا کوئی نقصان آیا۔

(عقیدہ نمبر ۵۱) ہم تمام صحابہ کرام کو دوست رکھتے ہیں ان میں اہل بیت بھی شامل ہیں اور ہم ان میں سے کسی کو برا نہیں کہتے بخلاف رافضیوں اور خارجیوں کے کہ اول گروہ صحابہ کرام کے بارے میں اور دوسرا گروہ اہل بیت کے بارہ میں گستاخ و بے ادب ہے۔ اور صحابہ کرام سے ہماری دوستی اللہ تعالیٰ کے فرمان والسابقون الاولون الایہ اور رسول اقدس علیہ اسلام کے ارشاد لا تسبوا اصحابی سے ہے۔ (نظام العقائد' ص ۲۹' ترجمہ مطبوعہ استنبول)

شیخ عبدالعزیز دباغؒ کا ارشاد:

قطب الواصلین حضرت شیخ عبدالعزیز دباغؒ قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہر صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی نہ کسی شے کا وارث ضرور ہوا ہے۔ لہٰذا کوئی صحابی کیوں نہ ہو اس کے ساتھ بغض رکھنا موجب انقطاع عن اللہ ہے"۔ (تبریز ترجمہ ابریز حصہ دوم، ص ۱۹)

ایک اور مجلس میں ارشاد فرمایا کہ:

"یہ بات محقق ہے کہ غیر صحابی خواہ قطب ہو یا غوث صحابی کے درجہ سے نہیں بڑھ سکتا... اسی طرح کوئی قطب یا غوث اس شان میں صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکا"۔ (ایضاً ص ۱۲۹)

ایک اور مجلس میں فرماتے ہیں کہ:

"باطل کے تعلقات قطع ہونے کی صورت کبھی تو یہ ہوتی ہے کہ اس کی اصل آفرینش ہی میں طہارت و صفائی ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ بلا واسطہ اس کو (اخلاقی گندگیوں سے) پاک بنا دیتا ہے یہ حالت تو قرون ثلاثہ کی تھی جن کو خیر القرون کہا جاتا ہے کہ اس زمانے کے لوگ بالطبع حق کے ساتھ متعلق اور اس کی تلاش میں لگے ہوئے تھے۔ سوتے تھے تب اسی حال میں اور جاگتے تھے تب اسی میں اور حرکت کرتے تھے تب اس میں۔ حتیٰ کہ جسے خدا نے بصیرت بخشی ہے، اس نے ان کے باطن پر نظر ڈالی ہے تو ان کے عقول کو اللہ رسول کے ساتھ وابستہ اور ان ہی دو کی خوشنودی کا طالب و جویاں پایا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کی قلوب میں حق کا نور (سورج سے زیادہ) دمک اٹھا اور علم و اجتہاد کے اس درجے پر پہنچ گئے تھے جس کی کیفیت بھی ناقابل بیان ہے اور دوسروں کو اس کا حصول بھی ناممکن ہے"۔ (ایضاً ص ۷۵)

حضرت شیخؒ سے آیت کریمہ (والزمھم کلمۃ التقوی) کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس میں اشکال یہ ہے کہ حضرات صحابہ قبول اسلام سے پہلے تو کفر و جہالت میں تھے اس وقت ان میں حق کی اہلیت اور احقیت کہاں تھی آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اہلیت و احقیت بلحاظ قضائے سابق اور روز الست کے تھی جبکہ مخلوقات پیدا بھی نہیں ہوئی تھی۔ (ایضاً حصہ اول، ص ۲۲۰)

علامہ زبیدیؒ کا ارشاد:

حضرت علامہ شیخ محمد بن محمد الحسینی الزبیدیؒ الشہید بمرتضیٰؒ (۱۲۰۵ھ) تحریر فرماتے ہیں

کہ:

"اہلسنت والجماعت کے عقائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تزکیہ کرے اور ان میں سے ہر ایک کے لیے عدالت ثابت کرے۔ انہیں طعن وتشنیع کا نشانہ نہ بنائے۔ ان کی تعریف وتوصیف کرے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم کی آیات میں ان کی تعریف فرمائی ہے۔ ان کو عادل فرمایا ہے ان سے راضی ہونے کی خبر دی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی تعریف فرمائی ہے۔ صحابہ کرام کے مناقب بے شمار ہیں۔ ((اتحاف السادہ المتقین بشرح احیاء علوم الدین جلد ۲، ص ۲۲۳)

علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب ؒ کا ارشاد:

حضرت سیدنا علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی ؒ (۱۲۲۵ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ:

کنتم خیر امہ کی آیت دلالت کر رہی ہے کہ وہ ماضی میں بھی بہترین تھے اور وقت خطاب میں بھی بہترین ہیں اور آئندہ بھی بہترین ہوں گے... یہی اجماع امت کا فیصلہ ہے کیونکہ امت اسلامیہ تمام امتوں سے افضل ہے اور امت اسلامیہ میں قرن صحابہؓ افضل ہے"۔ (تفسیر مظہری جلد ۲۳۶ ترجمہ)

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"میں کہتا ہوں کہ تمام صحابہ کے جنتی ہونے کی دلیل میں اگر ذیل کی آیت پیش کی جائے تو زیادہ مناسب ہے لا یستوی منکم (الایہ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہ جنتی ہیں"۔ (ایضاً جلد ۵، ص ۳۹۶)

آپ لکھتے ہیں کہ:

"صحابہ کرام میدان فضیلت میں سب سے آگے بڑھ گئے۔ کسی بڑے سے بڑے آدمی کو ان کے کسی مرتبہ تک رسائی حاصل نہ ہو سکی"۔ (ایضاً، جلد ۱۰، ص ۵۷۴)

آپ کا ارشاد ہے کہ:

"اہلسنت کا اجماع ہے کہ تمام صحابی عادل تھے اور سب مغفور تھے"۔ (ایضاً، جلد ۱۰، ص ۵۷۶)

آپ فرماتے ہیں:

صحابہ کرام کے اختلاف اور باہم لڑائیوں کو دیکھ کر کسی شخص یا فریق پر زبان طعن دراز کرنا جائز نہیں۔ ان کے باہمی مشاجرات کو صحیح مقاصد پر محمول کرنا چاہیے یا (زیادہ سے زیادہ) اجتہادی غلطیاں مانی جائیں۔ آغاز آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ اپنے بعد آنے والے لوگوں سے افضل تھے۔ کیونکہ وہ اسلام میں بھی سابق تھے اور راہ خدا میں جان و مال بھی انہوں نے پہلے خرچ کیا تھا"۔ (ایضاً، جلد ۱۱، ص ۲۹۴)

آپ تحریر فرماتے ہیں:

"اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ اگر کسی کے دل میں کسی صحابی کی طرف سے کسی طرح کا بغض ہو تو اس کا شمار ان لوگوں میں نہیں ہو گا، جن کا ذکر آیت کریمہ والذین جاء و امن بعدھم (الایہ) میں کیا گیا ہے"۔ (ایضاً، جلد ۱۱، صفحہ ۴۰۰)

حضرت اپنی دوسری تالیف "ارشاد الطالبین" میں لکھتے ہیں:

"اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ صحابہ کرام غیر صحابہ سے افضل ہیں اور حالانکہ علم اور عمل میں غیر صحابہ --- صحابہ کے ساتھ شریک ہیں لیکن اس کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی اور اللہ کی راہ میں احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو وہ اس نصف صاع جو کے برابر بھی نہیں ہو سکتا جو صحابہ کرام نے راہ خدا میں خرچ کیے۔ بس اس کا سبب بجز اس باطنی کمال کے اور کچھ نہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شرف صحبت کی وجہ سے ان کا باطن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے باطن سے نورانی بن چکا تھا"۔ ("ارشاد الطالبین" ص ۲۱)

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اکرموا اصحابی یعنی میرے صحابی کی عزت کرو۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان اکرمکم عنداللہ اتقکم اور اس بات پر امت کا اجماع قائم ہو چکا ہے کہ صحابہ کرام مخلوق میں سب سے زیادہ معزز اور سب سے زیادہ متقی ہیں اور فضیلت ان کو اس لیے ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شرف صحبت کی وجہ سے وہ مقام ولایت میں سب پر سبقت لے جا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار (الایتہ)"۔ (ایضاً، ص ۲۹)

آپ یہ بھی لکھتے ہیں:

"صحابہ کرام تمام امت کے اولیاء سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم اور اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ الصحابۃ کلھم عدول عبداللہ بن مبارک جو تابعی ہیں، فرماتے ہیں کہ وہ غبار کہ جو حضرت معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک میں (اڑ کر) آگیا وہ اویس قرنیؒ اور عمر عبدالعزیز سے (مرتبہ میں) میں بہتر ہے"۔ (ایضاً' ص ۵۸)

حضرت قاضی صاحبؒ اپنی دوسری کتاب "مالا بد منہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

"قرآن کریم اور احادیث شریفہ کی متواتر نصوص حضرات صحابہؓ کی مدح و تعریف سے بھری پڑی ہیں۔ قرآن کریم میں ہے کہ یہ حضرات آپس میں محبت اور رحمدلی رکھتے تھے اور کفار (و اعداء اسلام) پر سخت تند خو تھے۔ (اس لیے) جو کوئی ان حضرات کو آپس میں بغض و عناد رکھنے والے کہیں وہ قرآن کریم کا منکر ہے اور جو صحابہ کرام سے غصہ یا دشمنی رکھے' قرآن کریم میں اس پر کفر کا اطلاق وارد ہے۔ صحابہ کرام وحی کے حامل ہیں۔ قرآن کریم کے راوی ہیں۔ جو شخص صحابہ کرام کا منکر ہو' یہ ممکن نہیں کہ اس کا قرآن اور دوسری ضروریات دین پر بھی ایمان ہو"۔ (ایضاً' ص ۱۱)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا ارشاد:

عمدۃ المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ (۱۲۳۹ھ) رسالہ وسیلۃ النجاۃ میں تحریر فرماتے ہیں:

"معلوم ہونا چاہیے کہ مذہب اہل سنت کی بنا ان حضرات کے ایمان و تقویٰ اور صلاح و راستی پر ہے یعنی حضرت ابوبکر' حضرت عمر' عثمان' حضرت علی' وغیرھم رضی اللہ عنھم اجمعین جو مہاجرین و انصار میں سے ہوئے اور اسی طرح دوسرے اصحاب سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو کہ ہزاروں میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ راہ خدا میں جہاد کرتے رہے اور نماز پڑھتے رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رحلت کے بعد اپنی خلافت میں عدل و انصاف و راستی میں مشغول رہے۔ اہل بیت کی خدمت بجالاتے تھے اور ان حضرات کے ساتھ محبت رکھتے تھے۔ حضرت امیر المومنینؓ ان صحابہ کے ساتھ ہمیشہ نشست و برخاست رکھتے تھے اور ان صحابہ کے ہمراہ

کے ساتھ جہاد کیا۔ ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور ان کے ساتھ ہمیشہ محبت رکھتے تھے۔ صحابہ کرام کی وفات کے بعد ان کے حق میں دعائے خیر کی اور ان کی بے حد مدح زبانی۔ مناقب بیان کیے"۔ (ایضاً' ۲)

حضرت نے قرآن کریم کی آیت والسابقون الاولون (الایہ) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا:

"اس آیت سے علانیہ طور پر ثابت ہوتا ہے کہ سب مہاجرین و انصار سابقین بہشتی ہیں..... حق تعالیٰ نے اس آیت میں خبر دی ہے کہ وہ حضرات ہمیشہ بہشت میں رہیں گے۔ تو ثابت ہوا کہ وہ حضرات قطعی بہشتی ہیں۔ جو شخص ان حضرات کو بہشتی نہ جانے' وہ کافر ہے۔ اس واسطے کہ اس کو آیت سے انکار ہے"۔ (ص ۳)

آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:

"غور کرنا چاہیے کہ کیا یہ کسی مسلمان کا کام ہے کہ (صحابہ کرام کے بارے میں نازل شدہ) تمام آیات مغفرت و رحمت کو فراموش کرے اور ایسے حضرات کی شان میں طعن کرے کہ اس قدر رحمت الٰہی ان حضرات کے شامل حال ہے کہ جب کبھی بمقتضائے بشریت ان حضرات سے لغزش ہو جائے تو فرشتے ان کی مدد کے لیے آئیں اور سکینہ الٰہی ان کے لیے نازل ہو۔ خلاصہ یہ کہ یہ حضرات ہرگز قابل طعن نہیں"۔ (ص ۵)

پھر آپ یہ بھی لکھتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس امر پر ان صحابہ کا اجماع اور اتفاق ہوا وہ عین ہدایت و دیانت ہے۔ مسلمانوں کا کام نہیں کہ ان صحابہ کی فضیلت جو کہ قرآن شریف سے صراحتہ" ثابت ہے اور پھر ان حضرات پر اعتراض کیا جائے"۔ (ایضاً' ص ۹)

آپ تحریر فرماتے ہیں:

"(قرآن کریم کی اس آیت سے) ظاہر ہوا کہ سب مہاجرین و انصار عین حق اور کمال ایمان و ہدایت پر تھے اور ان کا اجماع اور اتفاق اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہوا تو جائز نہیں کہ کوئی ان حضرات کی شان میں طعن و تشنیع کرے بلکہ ضروری ہے کہ مسلمان وظیفہ کرلیں کہ روز و شب ان حضرات کے حق میں ترقی درجات کے لیے دعا کرتے رہیں۔ جو ان حضرات کی شان میں طعن و تشنیع کرے اور دعائے خیر نہ کرے اور ان حضرات کے ساتھ کینہ رکھے تو وہ کافر ہے اور اہل اسلام سے خارج ہے"۔

حضرتؒ والذین تبوء الدار (الآیہ) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اے عزیز! حق تعالیٰ نے اس آیت میں انصار کی تعریفؓ کی ہے کہ مہاجرین کے ساتھ وہ لوگ محبت رکھتے ہیں اور ان حضرات کی خدمت کرتے ہیں اور فرمایا کہ اس کے صلہ میں ان کے لیے فلاح ہے جس کو منظور ہو کہ نجات کی راہ پائے اور اس کے لیے فلاح ہو تو چاہیے کہ جس طرح انصار نے اپنا شیوہ کر لیا تھا کہ مہاجرین کے ساتھ محبت رکھتے تھے، اسی طرح وہ شخص بھی اپنا شیوہ کرے کہ مہاجرین کے ساتھ محبت رکھے۔ عداوت نہ رکھے اور ان حضرات کی شان عالی میں طعن و تشنیع نہ کرے۔ شب و روز ان کی ترقی درجات کے لیے دعا کرتا رہے تاکہ وہ مومنین کی تیسری قسم کے زمرہ میں داخل ہو اور قیامت میں اس کا حشر ان مومنین کے ساتھ ہو۔

پھر چند سطروں کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"ان آیات سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کے حق میں دعائے خیر کرنا چاہیے اور کینہ نہ رکھنا چاہیے اور ان حضرات کی شان میں زبان درازی نہ کرنا چاہیے تاکہ اہل اسلام کے زمرہ میں حشر ہو۔ ورنہ جو شخص ان حضرات سے کینہ رکھے گا اور ان حضرات کے حق میں دعائے خیر نہ کرے گا' وہ اہل اسلام کی قسموں سے خارج ہو جائے گا۔ (نعوذ باللہ من ذلک) اہل سنت والجماعت کے مذہب کی یہی بناء ہے۔ الحمدللہ کہ یہ بناء نہایت مستحکم اور مضبوط ہے کہ اگرچہ تمام جن و انس چاہیں کہ اس کی بناء کو اکھاڑیں اور جنبش دیں تو ممکن نہیں کہ اس کو ضرر پہنچا سکیں۔۔۔ اہل سنت نے مہاجرین اور انصار وغیرہ صحابہ کے ایمان اور ان کی فضیلت کو ثابت کیا ہے اور اس بارے میں صریح آیات و بینات اور نصوص محکم پیش کیں ہیں اور شیاطین کا وسوسہ اس طرح دفع کر دیا ہے کہ نیست و نابود ہو گیا۔ اس کا کچھ اثر باقی نہ رہا تو چاہیے کہ اگر مخالفین اپنے دعوے میں صادق ہیں تو وہ بھی ثابت کریں کہ صراحتہ "کن آیات محکمات سے بلا تامل سب مہاجرین و انصار کا نفاق ثابت ہوتا ہے تو اس وقت بحث اور گفتگو کتابی اور سوال و جواب علمی کی طرف متوجہ ہوں۔ ورنہ عبث ہے کہ زبان درازی کریں اور آیات و نصوص سے انکار کریں کہ اپنے لیے دوزخ کی آگ خرید کریں اور مسلمانوں کی تیسری قسم سے بھی خارج ہو جائیں اور ظاہر ہے کہ قرآن شریف کی کسی آیت سے بھی مہاجرین اور انصار کا کفر و نفاق ثابت نہیں اور یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے اکثر مقامات

میں ان حضرات کی مدح فرمائی ہے۔ ان کے مناقب ذکر فرمائے ہیں اور ان کا ایمان، تقویٰ، جہاد اور نماز وغیرہ اعمال صالحہ بیان فرمائے ہیں۔ قولہ تعالی و کلا وعد اللہ الحسنی اور ان حضرات کی شان میں خلود جنت ثابت ہونا ارشاد فرمایا ہے۔ ان حضرات کو نعمت دائمی کی بشارت دی ہے"۔ (ایضاً ص ۱۲)

حضرت شاہ صاحب" ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"جو لوگ صحابہ کبار کی پیروی کریں گے وہ لوگ سیدھی راہ پائیں گے اور جو لوگ صحابہ کبار سے عداوت رکھیں گے، ان کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے"۔ ("فتاویٰ عزیزی" ص ۳۳۱)

حضرت" ایک سوال کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جب کوئی شخص کسی ایسی مجلس میں موجود ہو کہ وہ لوگ صحابہ کبار کو برا کہتے ہوں تو اس پر واجب ہے کہ اگر قادر ہو یعنی اختیار میں ہو تو اپنے قول و فعل کے ذریعہ سے باز رکھے۔ اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے من رای منکم فلیغیرہ بیدہ (الحدیث) اور اگر باز رکھنے پر قادر نہ ہو تو چاہیے کہ وہاں سے اٹھ کر چلا جائے۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و اذا رایت الذین یخوضون فی ایاتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ (الایہ ۷، سورۃ الانعام) اگر وہ شخص اس پر بھی قادر نہ ہو کہ اس مجلس سے اٹھ کر چلا جائے اور اس کو خوف ہو کہ یہ لوگ ضرر پہنچائیں گے تو چاہیے کہ صبر کرے اور دل سے ضرور برا جانے کہ صحیح حدیث میں وارد ہے اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم و ھذا شان سائر المنکرات یعنی جب دیکھو کہ وہ لوگ ہمارے اصحاب کو برا کہتے ہوں تو کہو اللہ کی لعنت ہے تمہارے شر پر--- اور یہی حال باقی سب منکرات کا ہے یعنی امور خلاف شرع کا"۔ ("فتاویٰ عزیزی" ص ۳۸۹)

"حضرت شاہ صاحب" آیت کریمہ یوم لا یخزی اللہ النبی (الایہ) کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

"یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ آخرت میں صحابہ کو عذاب نہ ہوگا اور یہ کہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے بعد بھی ان کا نور زائل نہ ہوگا--- ورنہ زائل شدہ اور

مٹا ہوا نور ان کے کیا کام آتا"۔ ("تحفہ اثنا عشریہ" ص ۵۳۰)
حضرت" صحابہ کرام کی پیروی کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:
"معلوم ہونا چاہیے کہ جس نے مومنین کے خلاف راستہ اختیار کیا' وہ مستحق دوزخ ہوا اور اس آیت (ومن یشاقق الرسول (الایہ) کے نزول کے وقت مومنین صحابہ ہی تھے"۔ (ایضاً' ص ۶۰۰)
حضرت شاہ صاحب" کے نزدیک حق و باطل کا معیار صحابہ کرام" کی سمجھ ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:
"حق و باطل کا معیار صحابہ اور تابعین کی سمجھ ہے۔ جس چیز کو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیم سے قرائن حالی و قالی کو سامنے رکھ کر سمجھا' اس کا تسلیم کرنا واجب ہے"۔ (فتاویٰ عزیزی' ص ۱۰۷)
"حضرت" کے نزدیک صحابہ کرام کو تنقید و تشنیع کا نشانہ بنانا کھلی گمراہی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:
"جس طرح کسی نبی پر تنقید نہیں کی جا سکتی اور ان کی بات واجب التسلیم ہوتی ہے' بوجہ دلائل قطعیہ یقینیہ کے' اسی طرح صحابہ کرام پر بھی تنقید کرنے کی نیتنک (نہیں کی جا سکتی اور ایسا) کرنا لادینی اور کھلی ہوئی گمراہی ہے"۔ ("تحفہ اثناء عشریہ" ص ۵۲۹)

حضرت علامہ شامی" کا ارشاد:

حضرت علامہ سید محمد امین المعروف بابن عابدین الشامی" (۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:
"تو جان لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت میں سب سے افضل آپ کے صحابی ہیں جنہوں نے آپ کی نصرت فرمائی اور اپنا مال اور اپنی جان آپ کی خوشی کے لیے صرف کر دیا۔ اس امت میں کوئی مومن مرد اور کوئی مومنہ عورت ایسی نہیں ہے جس پر حضرات صحابہ کرام" کا سب سے بڑا احسان نہ ہو۔ سو ہم سب پر واجب ہے کہ ان حضرات گرامی قدر کی تعظیم کریں' احترام کریں۔ ان حضرات کو برا کہنا اور انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا حرام ہے۔ (جہاں تک) مشاجرات کا تعلق ہے' اس میں سکوت اختیار کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ اجتہاد پر مبنی تھا۔ یہ ہی اہل حق' اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے اور جس نے اس طریقہ کو ترک کر دیا' وہ گمراہ اور متبدع یا کافر ہے"۔ ("مجموعہ رسائل ابن

عابدین" ص ۳۳۵)

حضرت علامہ شامی" کے نزدیک حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ" پر تہمت لگانے والا اور سیدنا صدیق اکبر" کی صحابیت کا منکر کافر ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

"اس شخص کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہے یا حضرت ابو بکر صدیق" کے صحابی ہونے کا منکر ہے یا حضرت علی میں الوہیت کو مانتا ہے یا یہ کہتا ہے کہ جبرئیل نے قرآن لانے میں غلطی کی اور اس طرح دوسرے صریح کفر جو قرآن کریم کے خلاف ہوں (تو وہ کافر ہی ہے)"۔ ("رد المختار" جلد ۳، ص ۴۰۶)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

" واما قذف عائشه فكفر بالاجماع وكذا انكار صحبته الصديق بالاجماع وكذا انكار صحبته الصديق مخالفته نص الكتاب (مجموعہ رسائل ابن عابدین، ص ۳۴۵)

آپ تحریر فرماتے ہیں:

"اس بات میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ کرام کا فعل بھی حجت ہے"۔ (رد المختار، جلد ۲، ص ۲۰۷)

حضرت علامہ موصوف لکھتے ہیں:

"جس طرح خدا اور رسول پر جھوٹ باندھنا حرام ہے، اسی طرح صحابہ کرام پر بھی جھوٹ باندھنا حرام ہے۔ جان لے کہ جو شعر حرام ہے وہ یہ ہے کہ جس میں بے حیائی پائی جائے یا کسی مسلمان کی برائی کی جائے یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام پر کوئی جھوٹ باندھا جائے"۔ (ایضاً جلد ۵، ص ۳۰۶)

حضرت علامہ شوکانی" کا ارشاد:

حضرت علامہ محمد بن علی ابن محمد شوکانی (۱۲۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ:

یہ بات جان لینی چاہیے کہ ہم نے جو یہ بات کہی ہے کہ راوی کی عدالت کی بحث کو مقدم کرنا ضروری ہے وہ صحابہ کرام کے علاوہ ہے۔ صحابہ کرام کی عدالت کے بارے میں بحث کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان کی روایت، ان کے احوال سے واقفیت حاصل کیے بغیر

قبول کی جائے گی"۔ (ارشاد الفحول، ص ۶۵)

حضرت علامہ موصوف حدیث پاک من عمل عملا لیس علیہ امرنا کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

فھو رد

امرنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب مراد ہیں"۔ (نیل الاوطار، جلد ۲، ص ۶۹)

حضرت علامہ آلوسیؒ کا ارشاد:

مفسر قرآن حضرت علامہ سید محمود آلوسی بغدادیؒ (۱۲۷۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"غیر صحابی کو صحابی پر ہرگز فضیلت نہیں دی جا سکتی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے صحابی کو برا نہ کہنا کیونکہ تم میں سے اگر کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کی راہ میں خرچ کردے تو وہ ثواب میں صحابہ کے ایک مد بلکہ آدھے مد جو کے برابر بھی نہ پہنچ سکے گا"۔ (روح المعانی، جلد ۱۱، ص ۹)

قرآن کریم کی آیت کریمہ فان امنوا بمثل ما امنتم کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"پس جائز ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کے کلام کو یوں محمول کر لیا جائے کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل پر۔ لیکن ہدایت والے تم اس وقت بنو گے جب ہمارے ایمان اور تدین کے برابر ایمان لاؤ۔ ہمارا مقصد تمہاری ہدایت ہے جس طرح بھی ہو۔ خصم اگر انصاف سے کام لے اور اس میں غور کرے تو اسے یقین ہو جائے گا کہ مسلمانوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے بغیر کوئی بھی حق پر نہیں"۔ (ایضاً جلد ۱، ص ۳۹۶)

حضرت علامہ موصوف ایک اور آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ:

"وہ خدا وہ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد بلاواسطہ فرمائی یا فرشتوں کے ذریعے اور مومنین سے مراد متبادر طور پر مہاجرین و انصار ہی ہیں"۔ (جلد ۱، ص ۲۸)

قرآن پاک کی آیت کریمہ وشاورھم فی الامر کی تفصیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس آیت میں:

"صحابہ کرام کے مرتبے کا بھی اعلان کیا گیا ہے اور یہ بھی کہ وہ سب کے سب اہل اجتہاد ہیں اور ان کا باطن اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے"۔ (ایضاً جلد ۴، ص ۱۰۷)

حضرت ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ صفت (اشداء علی الکفار) ذکر کرنے کے بعد پھر ان کی یہ صفت بیان فرمائی کہ ((رحماء بینھم) کیونکہ اگر صرف پہلی صفت بیان کر دی جاتی کہ وہ کافروں کے حق میں سخت ہیں تو کسی کو وہم ہو سکتا تھا کہ ان میں صرف غلظہ و شدت ہی پائی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وہم کو دور کرنے کے لیے ان کی دوسری صفت بھی ذکر فرمائی کہ یہ اعدائے اسلام کے لیے سخت ہیں' اپنے مومن بھائیوں کے حق میں نرم ہیں۔ اس طرح ان کے اوصاف فاضلہ کی تکمیل ہو گئی......

جمہور مفسرین کے نزدیک قرآن کریم کی آیت والذین معہ م میں صرف اہل حدیبیہ ہی نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام مراد ہیں و رضی اللہ عنہم اللہ ان سب سے راضی ہوا"۔ (ایضاً)

ایک اور آیت کریمہ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے فریقین میں سے ہر ایک کے ساتھ حسنیٰ کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ نہیں کہ صرف فتح مکہ سے قبل والوں کے ساتھ ہو (بلکہ بعد والے بھی اس بشارت میں شامل ہیں) حسنیٰ سے مراد بہتر بدلہ یعنی جنت ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے' جنت کے علاوہ دنیا میں فتح و غنیمت بھی شامل ہے .... پھر ایک حدیث نقل فرما کر لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کی رو سے تمام صحابہ کرام کی فضیلت پر استدلال مشہور ہے"۔

(روح المعانی' ص ۲۷)

معزز قارئین! السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

- آپ کی رائے کا احترام کرتے ہوئے کالم "ماہنامہ حق چاریار لاہور پڑھنے والے لکھتے ہیں" کے عنوان کی طوالت کو مختصر عنوان "مراسلات قارئین" سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ نوٹ فرمالیں۔

- سرورق کے اندرونی صفحہ پر ایک نئے کالم کا اضافہ کیا جا رہا ہے جو "روشن باتیں" کے عنوان سے شائع ہوگا۔ یہ کالم حضرات اکابر دیوبند" کے ارشادات و ملفوظات پر مشتمل ہوگا۔

- سرورق کے صفحہ نمبر ۳ پر ایک کالم "عقائد اعمال" کے عنوان سے شروع کیا جا رہا ہے جو صرف آپ کی انتخاب کردہ تحریروں پر مشتمل ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس سلسلہ میں خصوصی دلچسپی لیں گے اور اکابر کے علمی و اصلاحی مضامین کے اقتباسات کتاب کے حوالہ کے ساتھ ارسال فرمائیں گے۔ یاد رہے کہ اقتباس رسالے کی پندرہ لائنوں سے زائد نہ ہو۔

والسلام

عبدالوحید اشرفی

ادارہ "حق چاریار" لاہور

وفیات — عبدالوحید اشرفی

کرم انوار احمد کی شہادت:

مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور کے ناظم جناب انوار احمد کو ۲۸ فروری کو شام افطاری سے تھوڑی دیر پہلے دکان میں فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) کل نفس ذائقہ الموت کے تحت ہر جاندار پر موت واقع ہوگی۔ لیکن شہادت کی موت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

شہادت کی موت اور پھر رمضان المبارک میں روزے کی حالت میں۔ بلکہ افطاری سے کچھ دیر پہلے۔ گویا جنت میں افطاری کے لیے بلا لیا گیا۔

ع یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

انوار صاحب مرحوم نہایت جرات مند اور دلیر انسان تھے۔ مسلک حقہ کی ترویج و اشاعت میں ہمیشہ اوروں سے آگے رہتے۔ دین کے معاملے میں کسی مصلحت کو کام میں نہ لاتے۔ اسی حق گوئی اور حق نوازی کے صلہ میں شہادت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ برادر عزیز عدنان کو ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق دے۔ (آمین)

حافظ سید مقصود میاں کی رحلت:

جامعہ مدنیہ لاہور کے بانی مولانا سید حامد میاںؒ کے جواں سال صاحبزادے مقصود میاں دماغ کی شریان پھٹ جانے کے باعث رحلت فرما گئے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

مقصود میاں عرف ٹیپو میاں مرحوم کی عمر تقریباً ۱۸ سال تھی۔ جامعہ مدنیہ کی مسجد میں نماز تراویح پڑھا رہے تھے۔ سورۂ رحمٰن کی آیت فیھن خیرات حسان پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ نمازیوں نے نماز توڑ کر ہسپتال پہنچایا جہاں چھ یوم تک مسلسل بے ہوش رہنے کے بعد وفات پا گئے۔

سید مقصود میاں اور انوار احمد کی اکٹھی نماز جنازہ عید گاہ بہاول پور روڈ میں مولانا حامد میاں کے صاحبزادے مولانا سید محمود میاں کی امامت میں ادا کی گئی جس میں علماء، طلباء اور

وام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ انور صاحب کو قاری عبدالرشید صاحب اور ٹیپو میاں
ولانا سید حامد میاں کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

حافظ سید نذر حسین شاہ بخاری کی وفات:

حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاری چوکیروی کے برادر حقیقی اور مولانا سید محمد قاسم شاہ بخاری کے چچا حافظ سید نذر حسین شاہ بخاری ۲۸ رمضان المبارک کو ۷۵ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم کو ان کے آبائی گاؤں اجنالہ ضلع سرگودھا میں حضرت سید احمد شاہ بخاری کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

ادارہ "حق چاریار" مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور قارئین سے درخواست کرتا ہے کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کا اہتمام کریں۔

○
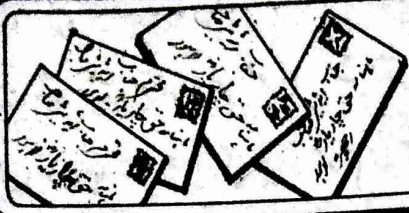
مراسلاتِ قارئین

فروری کے شمارہ حق چار یار میں حضرت اقدس جناب قاضی مظہر حسین صاحب ...ہم کے مضمون "بسلسلہ اصلاح مفاہیم" کی دوسری قسط پڑھی۔ حضرت جی نے بڑی ...یل اور تحقیق کے ساتھ حقیقت کو واضح کر دیا ہے جو ہر اعتبار سے قابل قدر اور لائق صد ...ین ہے۔ موصوف نے اس پیرانہ سالی، ضعف، علالت اور گوناگوں مصروفیات کے باوجود ...فقانہ، ناصحانہ، ہمدردانہ، عالمانہ اور محبت بھرے انداز سے پوری شرح و بسط کے ساتھ ...ورہ کتابوں پر تبصرہ فرمایا۔

اس قدر وضاحت و صراحت کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کو اپنی رائے پر ...ثانی کرنی چاہیے اور قبول حق سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ بہت ممکن ہے مولانا موصوف ...ورہ متنازعہ عبارت سے بے خبر ہوں۔ لیکن حقائق آشکارا ہو جانے کے بعد پس و پیش کی ...ائش نہیں رہی۔ چونکہ مولانا ہزاروی خود بھی اسلاف کے ورثہ کے امین اور پاسبان ہیں ...ا اس کی لاج رکھنا اشد ضروری ہے۔

یہ حقیقت بے حد روح فرسا ہے کہ مولانا مکی مالکی کی جن کتب کو علماء ربانیین نے ...رد کر دیا اور انہیں مسلک اہلسنّت والجماعت اور اکابر علماء دیوبند کے افکار کے خلاف قرار ...ہے لیکن بریلوی مکتب فکر کے علماء کے ہاں انہیں پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ جس طرح ...نا مودودی کی بدنام زمانہ تصنیف "خلافت و ملوکیت" علماء اہل سنت والجماعت کی زبردست ...د کا نشانہ بنی تھی لیکن اہل تشیع نے اسے داد و تحسین کے تمغے پیش کیے۔

بہر حال اسلام کے افکار و نظریات کی پیروی ہم پر لازم ہے۔ اس سے انحراف ...ب گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

محمد عبد المعبود عفی اللہ عنہ
خطیب جامع مسجد پھولوں والی
رحمان پورہ راولپنڈی

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم' ملک حقہ اہل سنت والجماعت کے لیے جو جدوجہد اور کوشش پیہم فرما رہے ہیں' وہ یقیناً بارگاہ خداوندی میں مقبول ہے مجھ جیسے ہزارہا کم علم اور کثیر مقدار میں نئی پود مستفید ہو کر گمراہی سے بچ رہی ہے۔ تحریف دین اور جدت طرازی کی مذموم روش سے امت کی حفاظت کے لیے قاضی صاحب مدظلہم مساعی جمیلہ "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کا پورا پورا حق ادا کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ممدوح خدمت دین کے لیے عمر طویل عطا فرمائے۔ (آمین) اگر قاضی صاحب دامت برکاتہم تک میرا سلام پہنچانا ممکن ہو تو یہ تکلیف ضرور گوارا فرمائیں۔

سرور میواتی' باٹا پور' لاہور

بندہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم' (جس کے مہتمم قائد اہلسنت و الجماعت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کے دوست و ساتھی اور سچے عاشق حضرت مولانا عبداللطیف صاحب دامت برکاتہم ہیں) میں زیر تعلیم ہے۔ اتنے بڑے ادارے کو (جس کی تقریباً ۳۶ شاخیں بھی ہیں) بغیر کسی سرکاری امداد کے چلانا حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی زندہ کرامت ہے۔

جامعہ کے طلباء کی حضرت جس طرح تربیت فرماتے ہیں' یقین جانئے اس مدرسہ سے دارالعلوم دیوبند کی خوشبو آتی ہے۔

حضرت کی محنت و استقامت اور فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی وجہ سے جہلم میں کوئی فتنہ اپنے ناپاک مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ **الحمدللہ علی ذالک** حضرت جہلم تشریف لانے سے پہلے پورے جہلم میں اہل حق کی ایک مسجد بھی نہیں تھی۔ ہر طرف شرک بدعت کا دور دورہ تھا لیکن اب حضرت کی محنت کی وجہ سے آپ کو تقریباً ہر محلے میں حق کی مسجد' جامعہ کی طرف سے اس میں امام و خطیب نظر آئے گا۔

حضرت ماہنامہ "حق چار یارؓ" کے مطالعہ کی طلبہ کو بہت تاکید فرماتے ہیں بلکہ ایک مرتبہ طلباء کو فرمایا کہ بھوکا رہنا پڑے تو رہ لو لیکن ماہنامہ حق چار یارؓ ضرور خریدو اور اس کا مطالعہ کرو۔

حافظ ممتاز علی

متعلم جامعہ حنفیہ تعلیم السلام' جہلم

"رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریخ کے آئینے میں" ایک بہترین مضمون ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے متعلق تاریخی حقائق خصوصاً خلفائے راشدین

کے احوال زندگی اور ان کی باہمی محبت اور رشتہ داریاں، جن سے اکثر مسلمان بے بہرہ ہیں۔ اس گئے گزرے دور میں اس کی اشد ضرورت ہے۔ جب تک ہم لوگ ان کے باہمی تعلقات اور محبت و اخوت کے رشتوں سے واقف نہیں ہوتے، ہم پر ان کا مقام رشد کیسے واضح ہوگا۔ ہم تو ہوئے طلبگاروں میں، ان کے لیے کیا طریقہ کار ہے جو ہمارے رسائل کے ناموں سے ہی بدکتے ہیں۔

ہمارا علاقہ آج تک تو امن و امان کا گہوارہ رہا ہے لیکن شرپسند اور فتنہ پرور عناصر اس علاقے میں بھی بدامنی پھیلانے میں مصروف عمل ہیں۔ امید ہے کہ آپ اس سلسلہ میں بھی مناسب مشورہ سے نوازیں گے۔

فضل حق اعوان

آچھ گوچھ، ضلع گجرات

الحمد للہ حق چاریار کا پرچہ ہر ماہ باقاعدگی سے مل رہا ہے۔

فحاشی و عریانی پر مشتمل زیبائش و آرائش کے اس دور میں خالصتاً" دینی و علمی پرچہ نکالنا اور پھر اس کی اشاعت میں پابندی حضرت قاضی صاحب زید مجدہ کی زندہ کرامت ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کے علم و عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آپ کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔ نیز اللہ رب کریم آپ کے ادارہ ماہنامہ حق چاریار کو دن دگنی، رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور ادارہ کے منتظمین کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔

آپ نے تمام قارئین کو اپنے ایڈریس کے ہمراہ پوسٹ کوڈ نمبر لکھنے کو کہا۔ حسب الحکم پوسٹ کوڈ نمبر ارسال خدمت ہے۔

محمد خالد لطیف گھمن

ایڈیٹر ترجمان اسلام، شاہراہ قائداعظم، پتوکی

کتاب کی تقریظ لکھنا گواہی ہے

بہت سے لوگ کتابوں پر تقریظ لکھوانے آجاتے ہیں کہ ہم نے یہ کتاب لکھی ہے، آپ اس پر تقریظ لکھ دیجئے کہ یہ اچھی کتاب ہے، اور صحیح کتاب ہے۔ حالانکہ جب تک انسان اس کتاب کو پورا نہ پڑھے، اس کا پورا مطالعہ نہ کرے، اس وقت تک یہ کیسے گواہی دے دے کہ یہ کتاب صحیح ہے، یا غلط ہے۔ بہت سے لوگ اس خیال سے تقریظ لکھ دیتے ہیں کہ اس تقریظ سے اس کا فائدہ اور بھلا ہو جائے گا، حالانکہ تقریظ لکھنا ایک گواہی ہے، اور اس گواہی میں غلط بیانی کو لوگوں نے غلط بیانی سے خارج کر دیا ہے۔ چنانچہ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ہم تو ایک ذرا سا کام لے کر ان کے پاس گئے تھے، اگر ذرا سا قلم ہلا دیتے، اور ایک سرٹیفکیٹ لکھ دیتے تو ان کا کیا بگڑ جاتا، یہ تو بڑے بد اخلاق آدمی ہیں، کہ کسی کو سرٹیفکیٹ بھی جاری نہیں کرتے، بھائی، بات در اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک ایک لفظ کے بارے میں سوال ہو گا، جو لفظ زبان سے نکل رہا ہے، جو لفظ قلم سے لکھا جا رہا ہے، سب اللہ تعالیٰ کے یہاں ریکارڈ ہو

رہا ہے، اور اس کے بارے میں سوال ہوگا کہ فلاں لفظ تم نے جو زبان سے نکالا تھا۔ وہ کس بنیاد پر نکالا تھا، جان بوجھ کر بولا تھا، یا بھول کر بولا تھا۔

جھوٹ سے بچئے

بھائی! ہمارے معاشرے میں جو جھوٹ کی وبا پھیل گئی ہے، اس میں اچھے خاصے دیندار، پڑھے لکھے، نمازی، بزرگوں سے تعلق رکھنے والے، وظائف اور تسبیح پڑھنے والے بھی مبتلا ہیں، وہ بھی اس کو ناجائز اور برا نہیں سمجھتے کہ یہ جھوٹا سرٹیفکیٹ جاری ہو جائے گا تو یہ کوئی گناہ ہوگا، حالانکہ حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ "اذا حدث کذب" اس میں یہ سب باتیں بھی داخل ہیں، اور یہ سب دین کا حصہ ہیں۔ اور ان کو دین سے خارج سمجھنا بدترین گمراہی ہے، اس لئے ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

بچوں کے ساتھ جھوٹ نہ بولو

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک خاتون ایک بچے کو بلا کر گود میں لینا چاہتی تھی، لیکن وہ بچہ قریب نہیں آرہا تھا، ان خاتون نے بچے کو بہلانے کے لئے کہا کہ بیٹا یہاں آؤ، ہم تمہیں چیز دیں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات وہ سن لی، اور آپ نے خاتون سے پوچھا کہ تمہارا کوئی چیز دینے کا ارادہ ہے یا ویسے ہی اس کو بلانے اور بہلانے کے لئے کہہ رہی ہو؟ اس خاتون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرا کھجور دینے کا ارادہ ہے کہ جب وہ میرے پاس آئے گا تو میں اس کو کھجور دوں گی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارا کھجور دینے کا ارادہ نہ ہوتا، بلکہ محض بہلانے کے لئے کہتی کہ میں تمہیں کھجور دوں گی، تو تمہارے نامہ اعمال میں ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔ (ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی التشدید فی الکذب حدیث نمبر ۴۹۹۱)

اس حدیث سے یہ سبق دے دیا کہ بچے کے ساتھ بھی جھوٹ نہ بولو، اور اس کے ساتھ بھی وعدہ خلافی نہ کرو، ورنہ شروع ہی سے جھوٹ کی برائی اس کے دل سے نکل جائے گی۔

تجھ سا کوئی نہیں!

اے رسُولِ امیں، خاتم المرسلیں : تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں : تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب اے تو والا حسب
دُودمانِ قریشی کے دُرِّ ثمیں : تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جُملہ اوصاف سے خُود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں : تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سیّدُ الاوّلیں، سیّدُ الآخریں : تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکّہ رواں کُل جہاں میں ہُوا، اِس زمیں میں ہُوا، آسماں میں ہُوا
کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں : تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خُلد کی یاسمیں : تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

"سدرۃ المنتہیٰ" رہگزر میں تری "قابَ قوسین" گردِ سفر میں تری
تُو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں : تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کہکشاں ضَو ترے سرمدی تاج کی، زُلفِ تاباں حسیں رات معراج کی
"لیلۃ القدر" تیری مُنوّر جبیں : تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

مُصطفےٰ، مُجتبےٰ، تیری مدح و ثنا میرے بس میں نہیں، دسترس میں نہیں
دل کو ہمّت نہیں، لب کو یارا نہیں : تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے، کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے! وُہ کہ میں جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ، نہیں کوئی تجھ سا نہیں : تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروںؓ کی شانِ جلی ہے بھلی، ہیں یہ صدّیقؓ، فارُوقؓ، عُثمانؓ، علیؓ
شاہدِ عدل ہیں یہ ترے جانشیں : تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیسؔ، انفسِ دوجہاں، سرورِ دلبراں، دلبرِ عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

حضرت شاہ نفیس الحسینی مدظلہٗ
لاہور

۲۲ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ

وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم